4

لجنہ اماء اللہ جرمنی کا ترجمان

مدیرہ : صفیہ چیمہ

امیر المومنین سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا

”یہ زمانہ جو آخرین کا زمانہ ہے جس زمانے سے اسلام کی فتوحات وابستہ ہیں اور یہ فتوحات ہم سب جانتے ہیں کہ تلواروں یا بندوقوں یا توپوں اور گولوں سے نہیں ہوئیں اس میں سب سے بڑا ہتھیار دعا کا ہے پھر دلائل و براہین کا ہتھیار ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیا گیا ہے۔ اور اسی کے ذریعے سے انشاء اللہ تعالیٰ اسلام نے غالب آنا ہے۔ اور دعاؤں کی قبولیت کے لئے اور اللہ تعالیٰ کا قرب اور برکات حاصل کرنے کے لئے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتا دیا ہے...... کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو...... کہ یہ سب کچھ بغیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے ممکن نہیں ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی یہی بتایا ہے کہ مجھے جو مقام ملا ہے اسی درود بھیجنے کی وجہ سے ملا ہے۔ اور اسلام کی آئندہ فتوحات کے ساتھ بھی اس کا خاص تعلق ہے۔۔ پس آج احیاء دین کے لئے اسلام کی کھوئی ہوئی شان و شوکت واپس لانے کے لئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع میں کھڑا ہونے کے لئے، اللہ تعالیٰ نے جس جری اللہ کو کھڑا کیا ہے اس کے پیچھے چلنے سے اور اس کے دیئے ہوئے براہین اور دلائل سے جو اللہ تعالیٰ نے اسے بتائے ہیں اور اس کی تعلیم پر عمل کرنے سے اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا پوری آب و تاب اور پوری شان و شوکت کے ساتھ دنیا میں لہرائے گا۔ انشاء اللہ۔ اور لہراتا چلا جائے گا“۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 24 فروری 2006ء بیت الفتوح لندن)

خدیجہ سنہ 2006ء

لجنہ اماء اللہ جرمنی کا ترجمان

زیرِ نگرانی:۔

مکرمہ نیشنل صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ جرمنی

مکرم انچارج صاحب شعبہ تصنیف جرمنی

لے آؤٹ، گرافکس اور ڈیزائننگ:۔

صبیحہ نفیس۔ صفیہ چیمہ

نائبات:۔ نصرت ظفر۔ نفیسہ کبیر۔

معاونت۔

امۃ النصیر طارق۔ عتیقہ خان۔
نرگس ظفر۔ سکینہ یوسف

برائے رابطہ:...... BAIT.US.SABUH
Genfer str.11
60437.Frankfurt/M
☎ph: 069-90506734
Editorin
-safiacheema@yahoo.de
069/5487662
Heinrich-plett str. 2
60433 Frankfurt/main

القرآن الحکیم

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ قف (ال عمران:20)

یقیناً دین اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (الاحزاب:57)

یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو تم بھی اس پر درود اور خوب خوب سلام بھیجو۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَاباً مُّھِیْناً. (الاحزاب :58)

یقیناً وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کو اذیت پہنچاتے ہیں۔ اللہ نے ان پر دنیا میں بھی لعنت ڈالی ہے اور آخرت میں بھی اور اس نے ان کے لئے رُسوا کن عذاب تیار کیا ہے۔

وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُہٗ جَھَنَّمُ خٰلِدًا فِیْھَا وَغَضِبَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَلَعَنَہٗ وَاَعَدَّ لَہٗ عَذَابًا عَظِیْماً (النساء:94)

یعنی جو شخص کسی مومن کو دانستہ قتل کر دے تو اس کی سزا جہنم ہوگی اور وہ اس میں دیر تک رہتا چلا جائے گا اور اللہ اس سے ناراض ہوگا اور اس کو اپنی جناب سے دور کر دے گا اور اس کے لئے بہت بڑا عذاب تیار کرے گا۔

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

ہمارے پیارے نبی ﷺ کی سادہ زندگی اور اخلاقِ فاضلہ:۔

حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ ''آنحضرت ﷺ (کی زندگی بڑی سادہ تھی۔آپ ﷺ کسی کام کو عار نہیں سمجھتے تھے)

اپنے اونٹ کو خود چارہ ڈالتے۔گھر کے کام کاج کرتے۔اپنی جوتیوں کی مرمت کر لیتے۔کپڑے کو پیوند لگا لیتے۔بکری دوہ لیتے۔خادم کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلاتے۔آٹا پیستے پیستے اگر وہ تھک جاتا تو اس میں اس کی مدد کرتے۔بازار سے گھر کا سامان اٹھا کر لانے میں شرم محسوس نہ کرتے امیر غریب ہر ایک سے مصافحہ کرتے۔سلام میں پہل کرتے اگر کوئی معمولی کھجوروں کی بھی دعوت دیتا تو آپؐ اسے حقیر نہ سمجھتے اور قبول کرتے۔آپ نہایت ہمدرد، نرم مزاج اور حلیم الطبع تھے۔آپ کا رہن سہن بڑا صاف ستھرا تھا۔بشاشت سے پیش آتے۔تبسم آپؐ کے چہرے پر جھلکتا رہتا۔آپؐ زور کا قہقہہ لگا کر نہیں ہنستے تھے۔خدا کے خوف سے فکر مند رہتے لیکن ترش روئی اور خشکی نام کو نہ تھی۔منکسر المزاج تھے لیکن اس میں کسی کمزوری، پست ہمتی کا شائبہ تک نہ تھا۔بڑے سخی (کھلے ہاتھ کے) لیکن بیجا خرچ سے ہمیشہ بچتے۔نرم دل، رحیم و کریم تھے۔ہر مسلمان سے مہربانی سے پیش آتے۔اتنا پیٹ بھر کر نہ کھاتے کہ ڈکار لیتے رہیں۔کبھی حرص و طمع کے جذبہ سے ہاتھ نہ بڑھاتے بلکہ صابر و شاکر اور کم پر قانع رہتے۔

(از حدیقۃ الصالحین حدیث نمبر 43۔)

حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کے چند

رؤیا۔کشوف اور الہامات

۞......كُلُّ بَرَكَةٍ مِّنْ مُحَمَّدٍ ﷺ فَتَبَارَكَ مَنْ عَلَّمَ وَتَعَلَّمَ۔

〈براهين احمديه سوم ص:239〉

ترجمہ:۔ ہر ایک برکت محمد ﷺ کی طرف سے ہے۔ پس بڑا مبارک ہے وہ جس نے تعلیم دی اور جس نے تعلیم پائی۔

۞......صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ سَيِّدِ وُلْدِ اٰدَمَ وَ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ۔

〈براهين احمديه حصّه چهارم ص: 502〉

ترجمہ :۔ درود بھیج محمدؐ اور آل محمدؐ پر جو سردار ہے آدم کے بیٹوں کا اور خاتم الانبیاء ہے ﷺ۔

۞......مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ۔

〈براهين احمديه حصه چهارم ص:517〉

ترجمہ:۔ محمد ﷺ خدا کا رسول ہے۔ اور جو لوگ اس کے ساتھ ہیں وہ کفار پر سخت ہیں یعنی کفار ان کے سامنے لاجواب اور عاجز ہیں اور ان کی حقانیت کی مصیبت کافروں کے دلوں پر مستولی ہے اور وہ لوگ آپس میں رحم کرتے ہیں۔

۞......پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار۔〈براهين احمديه حصه چهارم ص:522〉

۞......صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ۔ 〈براهين احمديه حصه چهارم ص:558〉

ترجمہ:۔ محمد ﷺ پر درود بھیج۔

﴿از شانِ رسول عربیؐ صفحہ 26 تا 29﴾

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

''ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلہء نبوت میں سے اعلیٰ درجہ کا جوانمرد نبی اور زندہ نبی اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبی صرف ایک مرد کو جانتے ہیں یعنی وہی نبیوں کا سردار رسولوں کا فخر تمام مرسلوں کا سرتاج جس کا نام محمد مصطفیٰ واحمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے''

(روحانی خزائن جلد ۱۲۔ سراجِ منیر صفحہ ۸۲)

''اور میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر میں اپنے سیّد و مولیٰ فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے راہوں کی پیروی نہ کرتا۔ سو میں نے جو کچھ پایا۔ اس پیروی سے پایا۔ اور میں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفتِ کاملہ کا حصہ پا سکتا ہے۔ اور میں اس جگہ یہ بھی بتلاتا ہوں کہ وہ کیا چیز ہے کہ سچی اور کامل پیروی آنحضرت ﷺ کے بعد سب باتوں سے پہلے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ سو یاد رہے کہ قلبِ سلیم ہے یعنی دل سے دنیا کی محبت نکل جاتی ہے اور دل ایک ابدی اور لازوال لذّت کا طالب ہو جاتا ہے۔ پھر بعد اس کے ایک مصفیٰ اور کامل محبتِ الٰہی بباعث اس قلبِ سلیم کے حاصل ہوتی ہے اور یہ سب نعمتیں آنحضرت ﷺ کی پیروی سے بطورِ وراثت ملتی ہیں''۔

(روحانی خزائن جلد ۲۲ حقیقت الوحی صفحہ ۶۴۔۶۵)

آزادیٔ صحافت اور آزادیٔ ضمیر کے نام پر بعض مغربی ممالک اور اخبارات کی طرف سے مسلمانوں کے جذبات کو مجروح

کرنے اور ظالمانہ رویّہ اختیار کرنے اور ان کے دوہرے اخلاقی معیاروں کا تذکرہ

مغربی دنیا کی طرف سے مسلمانوں کے خلاف جرأتوں کا سبب خودمسلمانوں کی اندرونی حالت بھی ہے اور عالم اسلام اپنی ہی غلطیوں کی وجہ سے انتہائی خوفناک حالت سے دوچار ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا تقاضا ہے کہ ہم اپنی دعاؤں میں اُمّت مسلمہ کو بہت جگہ دیں۔ آج ہر احمدی کی ذمہ داری ہے جس نے اس زمانہ کے امام کو پہچانا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے جذبے کی وجہ سے بہت زیادہ دُرود پڑھیں۔

فضا میں اتنا درُود صدق دل کے ساتھ بکھیریں کہ فضا کا ہر ذرّہ درُود سے مہك اٹھے اور ہماری تمام دعائیں اس درُود کے وسیلے سے خداتعالیٰ کے دربار میں پہنچ کر قبولیت کا درجہ پانے والی ہوں۔

(قرآن مجید، احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے دُرود شریف کی اہمیت و برکات کا ذکر کرتے ہوئے بکثرت دُرود پڑھنے اور اُمّت مسلمہ کے لئے دعاؤں کی خصوصی تحریک)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ مورخہ 24 رفروری 2006ء (24 رتبلیغ 1385 ہجری شمسی) بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن۔ برطانیہ

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ (الاحزاب:57)

گزشتہ جو مضمون چل رہے ہیں یعنی گزشتہ کئی ہفتے سے جو واقعات ہو رہے ہیں، آزادی صحافت اور آزادی ضمیر کے نام پر مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرنے اور ظالمانہ رویہ اختیار کرنے پر مغرب کے بعض اخباروں اور ملکوں نے جو سلسلہ شروع کیا ہوا ہے، آج بھی مختصراً اس کے بارے میں کچھ کہوں گا۔ اور اس کے ردّ عمل میں بعض اخباروں اور ملکوں کے خلاف مسلمان ممالک میں جو ہوا چل رہی ہے اس بارے میں مَیں کہنا چاہتا ہوں۔ یہ انفرادی طور پر بھی ہیں، اجتماعی طور پر بھی ہیں، حکومتی سطح پر بھی احتجاج ہو رہے ہیں بلکہ اسلامی ممالک کی آرگنائزیشن (او آئی سی) نے بھی کہا ہے کہ مغربی ممالک پر دباؤ ڈالا جائے گا کہ معذرت بھی کریں اور ایسا قانون بھی پاس کریں کہ آزادئ صحافت اور آزادئ ضمیر کے نام پر انبیاء تک نہ پہنچیں، کیونکہ اگر اس سے باز نہ آئے تو پھر دنیا کے امن کی کوئی ضمانت نہیں۔ ان ملکوں کا یا آرگنائزیشن کا یہ بڑا اچھا ردّ عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ اسلامی ممالک میں اتنی مضبوطی پیدا کر دے اور ان کو توفیق دے کہ یہ حقیقت میں دلی درد کے ساتھ دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے ایسے فیصلے کروانے کے قابل ہو سکیں۔

گزشتہ دنوں ایران کے ایک اخبار نے اعلان کیا تھا کہ وہ اس حرکت کا بدلہ لینے کے لئے اپنے اخبار میں مقابلے کروائے گا جس میں دوسری جنگ عظیم میں یہودیوں کے ساتھ جو سلوک ہوا تھا اس سلوک کے حوالے سے، ان کے کارٹون بنانے کا مقابلہ ہو گا۔ گو یہ اسلامی ردّ عمل نہیں ہے، یہ طریق اسلامی نہیں ہے لیکن مغربی ممالک جو آزادی کا نعرہ لگاتے ہیں اور ہر قسم کی بیہودگی کو اخبار میں چھاپنے کو آزادی صحافت کا نام دیتے ہیں ان کو اس پر برا نہیں منانا چاہئے، جو منایا گیا۔ یا تو برا نہ مناتے یا پھر یہ جواب دیتے کہ جس غلطی سے دنیا میں فساد پیدا ہو گیا ہے ہمیں چاہئے کہ اب کسی مذہب یا اس کے بانی اور نبی یا کسی قوم کے بارے میں ایسی سوچ کو ختم کر کے پیار اور محبت کی فضا پیدا کریں۔ لیکن اس طرح کے جواب کی بجائے ڈنمارک کے اس اخبار کے ایڈیٹر نے جس میں یہ کارٹون شائع ہونے پر دنیا میں سارا فساد شروع ہوا ہے، اس نے ایران کے اس اعلان پر یہ کہا ہے کہ وہاں جو اخبار میں کارٹون بنانے کا مقابلہ کروانے کا اعلان کیا گیا ہے یعنی جنگ عظیم دوم میں یہودیوں سے متعلقہ جو بھی کارٹون بننے تھے وہ ایک قوم پر ظلم ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں کارٹون بننے تھے۔ کسی نبی کی ہتک یا توہین کے بارے میں نہیں بننے تھے۔ تو بہرحال ایڈیٹر صاحب لکھتے ہیں کہ ہم اس میں قطعاً حصہ نہیں لیں گے۔ اور اپنے قارئین کی تسلی کرواتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہمارے قاری تسلی رکھیں کہ ہمارے اخلاقی معیار ابھی تک قائم ہیں۔ ہم ایسے نہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کے یا ہالو کاسٹ کے کارٹون شائع کریں۔ اس لئے یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ کسی بھی حالت میں ایرانی اخبار اور میڈیا کے اس بدذوق قسم کے مقابلے میں حصہ لیں۔ تو یہ ہیں ان کے معیار، جو اپنے لئے اور ہیں اور مسلمانوں کے جذبات سے کھیلنے کے لئے اور ہیں۔ بہرحال یہ اُن کے کام ہیں، کئے جائیں۔

اب دیکھیں کہ معیاروں کا یہ حال۔ پچھلے دنوں یہاں کے ایک مصنف نے 17 سال پہلے ایک واقعہ لکھا تھا بات لکھی تھی، آسٹریا میں گیا اور وہاں جا کر اس پر مقدمہ ہو گیا تین سال کی قید ہو گئی۔ تو بہر حال یہ تو ان کے طریقے ہیں۔ اپنے لئے برداشت نہیں کرتے لیکن ہمیں بھی دیکھنا چاہئے کہ ہماری اپنی حالت کیا ہے؟ یہ جرأتیں جو انہیں یعنی مغربی دنیا میں پیدا ہو رہی ہیں ہماری اپنی حالت کی وجہ سے تو نہیں ہو رہیں۔ جو صورت ہمیں نظر آتی ہے اس سے صاف نظر آتا ہے کہ مغربی دنیا کو پتہ ہے کہ مسلمان ممالک ان کے زیرنگیں ہیں ان کے پاس ہی آخر انہوں نے آنا ہے۔ آپس میں لڑتے ہیں تو ان لوگوں سے مدد لیتے ہیں۔ یہ جو پابندیاں یورپ کے بعض ملکوں کے سامان پر لگائی گئی ہیں اس کے خلاف احتجاج کے طور پر یہ بھی ان لوگوں کو پتہ ہے کہ چند دن تک معاملہ ٹھنڈا ہو جائے گا اور وہی چیزیں جو بازار سے اٹھالی گئی ہیں، اس وقت مارکیٹ سے غائب ہیں وہی ان ملکوں میں دوبارہ مارکیٹ میں آجائیں گی۔ اب ان ملکوں میں جو مسلمان رہتے ہیں وہ بھی یہ چیزیں کھا رہے ہیں، استعمال کر رہے ہیں۔ ڈنمارک میں ہی (ڈنمارک کے خلاف سب سے زیادہ احتجاج ہے) تقریباً دو لاکھ مسلمان ہیں اور کافی بڑی اکثریت پاکستانی مسلمانوں کی ہے وہ بھی تو آخر وہ چیزیں استعمال کر رہے ہیں۔ تو بہر حال یہ عارضی ردعمل ہیں اور ختم ہو جائیں گے۔

اب دیکھیں ہماری حالت۔ یہ جو عراق میں تازہ واقعہ ہوا ہے کہ امام بارگاہ کا گنبد بم دھماکے سے اڑایا گیا ہے۔ تو نتیجۃً سنّیوں کی مسجدوں پہ بھی حملے ہوئے اور وہ بھی تباہ ہو رہی ہیں۔ یہ کسی نے دیکھنے اور سوچنے کی کوشش نہیں کی کہ تحقیق کر لیں کہ کہیں ہمیں لڑانے کے لئے دشمن کی شرارت ہی نہ ہو۔ کیونکہ یہ بم یہ اسلحہ جو سب کچھ لیا جا رہا ہے، یہ بھی تو انہیں ملکوں سے لیا جاتا ہے۔ لیکن یہ اس طرح سوچ ہی نہیں سکتے۔ ایک تو عقل کے اندھے ہو جاتے ہیں، ان کو غصے اور فرقہ واریت میں سمجھ ہی نہیں آتی کہ کیا کرنا ہے۔ دوسرے بدقسمتی سے جو منافقت کرنے والے ہیں وہ بھی دشمن سے مل جاتے ہیں جس سے دشمن فائدہ اٹھاتا ہے اور ان کو سوچنے کی طرف آنے ہی نہیں دیتا۔ بہر حال یہ جو نئی صورتحال عراق میں پیدا ہوئی ہے یہ ملک کو سول وار (Civil War) کی طرف لے جا رہی ہے۔ آج کل تو تقریباً شروع ہے۔ اور اب وہاں پہ لیڈروں کو بڑی مشکل پیش آ رہی ہے کہ یہ صورتحال اب سنبھالی نہیں جائے گی۔ مسلمان سے مسلمان کے لڑنے کی یہ صورتحال افغانستان میں بھی ہے پاکستان میں بھی ہے، ہر فرقہ دوسرے فرقے کے بارے میں پُرتشدد فضا پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے، مذہب کے نام پر آپس میں ایک دوسرے کو مار رہے ہوتے ہیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ ﴿وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا﴾ (النساء: 94) یعنی جو شخص کسی مومن کو دانستہ قتل کر دے تو اس کی سزا جہنم ہو گی اور وہ اس میں دیر تک رہتا چلا جائے گا اور اللہ اس سے ناراض ہو گا اور اس کو اپنی جناب سے دور کر دے گا اور اس

کے لئے بہت بڑا عذاب تیار کرے گا۔

تو دیکھیں، اب یہ ایک دوسرے کو مار رہے ہیں۔ فتنہ پیدا کرنے والے، بھڑکانے والے ان لیڈروں کے کہنے پر جن میں اکثریت مذہبی لیڈروں کی ہے، یہ سب فتنے اُن سے پیدا ہو رہے ہیں۔ ماردھاڑ ہو رہی ہے، قتل و غارت ہو رہی ہے کہ قتل کرو تو ثواب کماؤ اور جنت کے وارث بنو گے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ جہنم میں ڈال رہا ہے اور لعنت بھیج رہا ہے۔

پاکستان میں، بنگلہ دیش میں یا دوسرے ملکوں میں جہاں احمدیوں کو بھی شہید کیا جاتا ہے یہی ہیں جو جنت کا لالچ دے کر، جہنم میں لے جانے والے کام کروائے جاتے ہیں۔

بہرحال مَیں یہ کہہ رہا تھا کہ یہ جو مسلمانوں کی حرکتیں ہیں ان سے مسلمانوں کے دشمن فائدہ اٹھاتے ہیں اور مسلمان کی طاقت کم کرتے چلے جا رہے ہیں اور ان مسلمانوں کو عقل نہیں آ رہی۔ بہرحال یہ تو ظاہر و باہر ہے کہ یہ عقل ماری جانا اور یہ پھٹکار اس لئے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو نہیں مانا اور نہ ہی مان رہے ہیں نہ اس طرف آتے ہیں اور آپؐ کے مسیح و مہدی کی تکذیب کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہی ہے اور وہ ہر احمدی کو کرنی چاہئے۔ اس طرف پہلے بھی مَیں نے توجہ دلائی تھی کہ خدا ان کو عقل اور سمجھ دے اور یہ منافقین اور دشمنوں کے ہاتھوں میں کھلونا بن کر اسلام کو بدنام کرنے والے اور ایک دوسرے کا گلا کاٹنے والے نہ بنیں۔

بہرحال جو کچھ بھی ہے جب اسلام کے دشمن ان مسلمانوں کو کسی نہ کسی ذریعے سے ذلیل و رسوا کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو احمدی بہرحال درد محسوس کرتا ہے۔ کیونکہ یہ لوگ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہوتے ہیں یا منسوب ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ان بھٹکے ہوئے مسلمانوں میں سے ایک بہت بڑی تعداد کم علمی کی وجہ سے ان لیڈروں اور علماء کی باتوں میں آ کر ایسی نامناسب حرکتیں اور کارروائیاں کر جاتی ہے جس کا اسلام سے دُور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری دعائیں سنتے ہوئے ان لوگوں کو، ان نام نہاد علما کے چنگل سے چھڑائے اور یہ اسلام کی خوبصورت تعلیم کی حقیقت کو سمجھتے ہوئے انجانے میں یا بیوقوفی میں اور اسلام کی محبت کے جوش میں آ کر جو اسلام کی بدنامی کا باعث بن رہے ہیں وہ نہ بنیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو سیدھی راہ بھی دکھائے، کیونکہ ان کی ان حرکتوں کی وجہ سے دشمن کو اسلام پر گند اچھالنے کا موقعہ ملتا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر بھی توہین آمیز حملے کرنے کا موقع ملتا ہے۔

پس ہر احمدی کو آجکل دعاؤں کی طرف بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے کیونکہ عالم اسلام اپنی ہی غلطیوں کی وجہ سے انتہائی خوفناک حالت سے دوچار ہے۔ اگر ہمارے اندر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سچا عشق اور محبت ہے تو ہمیں امت کے لئے بھی بہت زیادہ دعائیں کرنی چاہئیں۔ اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے اور جو ہم پہلے بھی کر رہے ہیں۔

لیکن آج مَیں توجہ دلانی چاہتا ہوں کہ دعائیں ہمیں

کس طرح کرنی چاہئیں۔ یہ دعا کرنے کے طریقے اور اسلوب بھی ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی سکھائے ہیں جن سے ہماری بھی اصلاح ہوتی ہے اور دعا کی قبولیت کے نظارے بھی ہم دیکھ سکتے ہیں۔

ایک حدیث میں آتا ہے حضرت عمرؓ بن خطاب فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دعا آسمان اور زمین کے درمیان ٹھہر جاتی ہے اور جب تک تُو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجے اس میں سے کوئی حصہ بھی (خدا تعالیٰ کے حضور پیش ہونے کے لئے) اوپر نہیں جاتا۔ (ترمذی کتاب الصلوٰۃ باب ما جاء فی فضل الصلوٰۃ علی النبی ﷺ)

یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن کریم میں ہمیں واضح فرمایا ہے۔ جو آیت مَیں نے ابھی پڑھی ہے کہ ﴿اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا﴾ (الاحزاب:57)

کہ یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے بھی نبی پر رحمت بھیجتے ہیں اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تم بھی اس پر درود اور سلام بھیجو۔

قرآن کریم میں بے شمار احکام ہیں جن کے کرنے کا حکم ہے اور ان پر عمل کرنے کے نتیجے میں کیا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے بن جاؤ گے، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے وارث ٹھہرو گے، اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والے بن جاؤ گے، جہنم سے بچائے جاؤ گے، جنت میں داخل ہو گے۔ یہاں یہ حکم ہے کہ یہ اتنا بڑا اور عظیم کام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کو بھی اس کام پر لگایا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ خود بھی اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجتا ہے۔ اس لئے یہ ایسا عمل ہے جس کو کر کے تم اُس عمل کی پیروی کر رہے ہو یا اس کام کی پیروی کر رہے ہو جو خدا تعالیٰ کا فعل ہے۔ تو جب اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے حکموں پر عمل کرنے سے اتنے بڑے اجروں سے نوازتا ہے تو اس کام کے کرنے سے جو خود خدا تعالیٰ کرتا ہے کس قدر نوازے گا۔ اور یہ یقیناً خالص ہو کر بھیجا گیا درود اُمّت کی اصلاح کا باعث بھی بنے گا۔ اُمّت کو رسوائی سے بچانے کا باعث بھی بنے گا۔ ہماری اصلاح کا باعث بھی بنے گا۔ اور ہماری دعاؤں کی قبولیت کا بھی ذریعہ بنے گا۔ ہمیں دجال کے فتنوں سے بچانے کا ذریعہ بھی بنے گا۔

احادیث میں دُرود کے فوائد مختلف روایات میں ملتے ہیں۔ ایک روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگوں میں سے سب سے زیادہ میرے نزدیک وہ شخص ہو گا جو اُن میں سے سب سے زیادہ مجھ پر دُرود بھیجنے والا ہو گا۔

پھر فرمایا: جو شخص دلی خلوص سے ایک بار درود بھیجے گا اس پر اللہ تعالیٰ دس بار درود بھیجے گا اور اسے دس درجات کی رفعت بخشے گا اور اس کی دس نیکیاں لکھے گا اور دس گناہ معاف کرے گا۔

اب دیکھیں دلی خلوص شرط ہے۔ بہت سے لوگ دعائیں کرنے یا کروانے والے یہ لکھتے ہیں کہ ہم دعائیں بھی

بہت کررہے ہیں آپ بھی دعا کریں اور درود بھی پڑھتے ہیں لیکن لمبا عرصہ ہوگیا ہے ہماری دعائیں قبول نہیں ہو رہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دُرود کس طرح بھیجو۔ فرمایا کہ صَادِقٌ مِّنْ نَّفْسِہٖ اس طرح بھیجو کہ خالص ہو جاؤ۔ درود بھیجتے ہوئے ہر کوئی اپنے نفس کو ٹٹولے، اپنے دل کو ٹٹولے کہ اس میں دُنیا کی کتنی ملونیاں ہیں اور کتنا خالص ہو کر درود بھیجنے کی طرف توجہ ہے۔ کتنا خالص ہو کر دُرود بھیجا جا رہا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں فرماتے ہیں کہ:

''درود جو حصول استقامت کا ایک زبردست ذریعہ ہے بکثرت پڑھو مگر نہ رسم اور عادت کے طور پر بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و احسان کو مدنظر رکھ کر اور آپؐ کے مدارج اور مراتب کی ترقی کے لئے اور آپ کی کامیابیوں کے واسطے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ قبولیت دعا کا شیریں اور لذیذ پھل تم کو ملے گا''۔

پس یہ ہیں درود بھیجنے کے طریقے۔

پھر آپ نے فرمایا کہ:

''(اے لوگو!) اس محسن نبی پر درود بھیجو جو خداوند رحمٰن و منان کی صفات کا مظہر ہے۔ کیونکہ احسان کا بدلہ احسان ہی ہے اور جس دل میں آپ کے احسانات کا احساس نہیں اُس میں یا تو ایمان ہے ہی نہیں اور یا پھر وہ ایمان کو تباہ کرنے کے درپے ہے۔ اے اللہ! اس اُمّی رسول اور نبی پر درود بھیج جس نے آخرین کو بھی پانی سے سیر کیا ہے۔ جس طرح اس نے اولین کو سیر کیا اور انہیں اپنے رنگ میں رنگین کیا تھا اور انہیں پاک لوگوں میں داخل کیا تھا۔

(اعجاز المسیح۔ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 5-6)

اس طرح خالص ہو کر درود بھیجیں گے جس سے ایک جماعتی رنگ بھی پیدا ہو جائے تو وہ ایسا دُرود ہے جو پھر اپنے اثرات بھی دکھاتا ہے۔ ایسے لوگ جو کہتے ہیں درود کا اثر نہیں ہوتا ان پر اس حدیث سے بھی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس کلام سے بھی بات واضح ہو جانی چاہئے اور کبھی بھی درود بھیجنے سے تنگ نہیں آنا چاہئے بلکہ اپنے نفس کو ٹٹولنا چاہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو مجھ پر درود نہ بھیجے وہ بڑا بخیل ہے، کنجوس ہے۔ اور اس بخل کی وجہ سے جہاں وہ بخل کرنے کا گناہ اپنے اوپر سہیڑ رہا ہوتا ہے وہاں اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے بھی محروم ہو رہا ہوتا ہے۔ جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں کہ ایک بار درود بھیجنے والے پر اللہ تعالیٰ دس مرتبہ درود بھیجتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی سلامتی حاصل کرنا تو ایسا سودا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ بھی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض صحابہؓ بھی سب دعائیں چھوڑ کر صرف درود بھیجا کرتے تھے۔

ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ایک کج خلقی اور بداعتباری کی بات ہے کہ ایک شخص کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا گردنوں کو آزاد کرنے

سے بھی زیادہ فضیلت رکھتا ہے اور آپ کی صحبت اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان دینے یا جہاد کرنے سے بھی افضل ہے۔

یہ جو آجکل کے نام نہاد جہاد ہو رہے ہیں غیروں سے بھی جنگیں ہیں اور آپس میں بھی ایک دوسرے کی گردنیں کاٹی جارہی ہیں۔ اب ان علماء سے کوئی پوچھے کہ تم جو بے علم اور اَن پڑھ مسلمانوں کے جذبات کو ابھار کر (جو مذہبی جوش میں آ کر اپنی طرف سے غیرت اسلامی کا مظاہرہ کرتے ہوئے غلط حرکتیں کرتے ہیں)، ان کی جو تم غلط رہنمائی کرتے ہو تو یہ کون سا اسلام ہے؟ اسلام کی تعلیم تو یہ ہے کہ جب تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نازیبا کلمات سنو، باتیں سنو تو آپؐ کے محاسن بیان کرو۔ آپؐ پر درود بھیجو۔ یہ تمہارے جہاد سے زیادہ افضل ہے۔ جان دینے سے زیادہ بہتر ہے کہ دعاؤں اور درود کی طرف توجہ دو۔

اور اس زمانے میں جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ ہے یہ اور بھی زیادہ ضروری ہے کہ بجائے تشدد کے دعاؤں اور درود پر زور دو اور اس کے ساتھ ہی اپنی اصلاح کی بھی کوشش کرو۔ اپنے نفسوں کو ٹٹولو کہ کس حد تک ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والے ہیں۔ یہ وقتی جوش تو نہیں ہے جو بعض طبقوں کے ذاتی مفاد کی وجہ سے ہمیں بھی اس آگ کی لپیٹ میں لے رہا ہے؟۔

پس ہمیں چاہئے کہ جہاں اپنی اصلاح کی طرف توجہ دیں وہاں اپنے ماحول میں اگر مسلمانوں کو سمجھا سکتے ہوں تو ضرور سمجھائیں کہ غلط طریقے اختیار نہ کرو بلکہ وہ راہ اختیار کرو جس کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے پسند کیا ہے۔ اور وہ راہ ہمیں بتائی ہے اور وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم نے میری رضا حاصل کرنی ہے، جنت میں جانا ہے تو مجھ پر درود بھیجو۔

ایک روایت میں آتا ہے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مجھ پر درود نہیں بھیجتا اس کا کوئی دین ہی نہیں۔

پھر ایک موقع پر آپؐ نے فرمایا۔ کثرت سے اللہ کو یاد کرنا اور مجھ پر درود بھیجنا تنگی کے دور ہونے کا ذریعہ ہے۔

اب یہ جو رزق کی تنگی ہے۔ حالات کی تنگی ہے۔ آجکل مسلمانوں پر بھی جو تنگیاں وارد ہو رہی ہیں۔ مغرب نے اپنے لئے اور اصول رکھے ہوئے ہیں اور ان مسلمان ممالک کے لئے اور اصول رکھے ہوئے ہیں، اس کا بہترین حل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر زیادہ سے زیادہ درود بھیجا جائے اور ان برکات سے فیضیاب ہوا جائے جو درود پڑھنے کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے وابستہ کر رکھی ہیں۔

ایک روایت ہے۔ (تھوڑا سا حصہ پہلے بھی بیان کیا ہے) اس کی تفصیل ایک اور جگہ بھی آتی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے روز اس دن کے ہر ایک ہولناک مقام میں تم میں سے سب سے زیادہ مجھ سے قریب وہ شخص ہوگا جس نے دنیا میں مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجا ہوگا۔

دیکھیں اب کون نہیں چاہتا کہ قیامت کے دن

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب میں جگہ پائے۔ اور ہر خطرناک جگہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن پکڑ کر نکلتا چلا جائے۔ یقیناً ہر کوئی اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچنا چاہتا ہے تو پھر یہ اس سے بچنے کا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب میں رہنے کا طریق ہے جو آپؐ نے ہمیں بتایا ہے۔ اس لئے ہر وقت مومن کو درود بھیجنے کی طرف توجہ رہنی چاہئے اور ہر موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے درود بھیجنا چاہئے۔

ایک روایت میں آتا ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص ایک دن میں ہزار بار مجھ پر درود بھیجے گا وہ اسی زندگی میں جنت کے اندر اپنا مقام دیکھ لے گا۔

(جلاء الافہام بحوالہ ابن الغازی و کتاب الصلوٰۃ علی النبی لأبی عبداللہ المقدسی)

تو دُرود کی برکت سے جو تبدیلیاں پیدا ہوں گی وہ اس دنیا کی زندگی کو بھی جنت بنانے والی ہوں گی۔ اور یہی عمل اور نیکیاں اور پاک تبدیلیاں ہیں جو جہاں اس دنیا میں جنت بنا رہی ہوں گی، اگلے جہان میں بھی جنت کی وارث بنا رہی ہوں گی۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جب تم مؤذن کو اذان دیتے ہوئے سنو تو تم بھی وہی الفاظ دہراؤ جو وہ کہتا ہے۔ پھر مجھ پر درود بھیجو۔ جس شخص نے مجھ پر درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس گنا رحمتیں نازل فرمائے گا۔ پھر فرمایا میرے لئے اللہ تعالیٰ سے وسیلہ مانگو یہ جنت کے مراتب میں سے ایک مرتبہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندے کو ملے گا اور مَیں امید رکھتا ہوں کہ وہ مَیں ہی ہوں گا۔ جس کسی نے بھی میرے لئے اللہ سے وسیلہ مانگا اس کے لئے شفاعت حلال ہو جائے گی''۔

(مسلم کتاب الصلوٰۃ باب القول مثل قول المؤذّن لمن سمعه ثم یصلی علی النبی ﷺ)

پس یہ جو اذان کے بعد کی دعا ہے اس کو ہر احمدی کو یاد کرنا چاہئے اور پڑھنا چاہئے۔

دُرود بھیجنے کی اہمیت اور دُرود کے فوائد تو واضح ہو گئے لیکن بعض لوگ یہ بھی سوال کرتے ہیں کہ کس طرح درود بھیجیں۔ مختلف لوگوں نے مختلف درود بنائے ہوئے ہیں۔ لیکن اس بارے میں ایک حدیث ہے۔

حضرت کعب عجرہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! آپ پر سلام بھیجنے کا تو ہمیں علم ہے مگر آپ پر دُرود کیسے بھیجیں۔ فرمایا کہ یہ کہو کہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ وَ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

(ترمذی کتاب الصلوٰۃ باب ما جاء فی صفة الصلوٰۃ علی النبی ﷺ)

تو یہ ہے۔ جو نماز کا درود ہے وہ ذرا اور تفصیل میں ہے۔

پھر اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی کو خط میں نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"نماز تہجد اور اورادِ معمولی میں آپ مشغول رہیں۔ تہجد میں بہت سے برکات ہیں۔ بیکاری کچھ چیز نہیں۔ بیکار اور آرام پسند کچھ وزن نہیں رکھتا۔ وقال اللہ تعالیٰ ﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾ (العکبوت:70) درود شریف وہی بہتر ہے کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلا ہے اور وہ یہ ہے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

فرمایا کہ:

"جو الفاظ ایک پرہیزگار کے منہ سے نکلتے ہیں اُن میں ضرور کسی قدر برکت ہوتی ہے۔ پس خیال کر لینا چاہئے کہ جو پرہیزگاروں کا سردار اور نبیوں کا سپہ سالار ہے اس کے منہ سے جو لفظ نکلے ہیں وہ کس قدر متبرک ہوں گے۔ غرض سب اقسام درود شریف سے یہی درود شریف زیادہ مبارک ہے"۔

مختلف قسمیں ہیں درود شریف کی ان میں سے یہی درود شریف زیادہ مبارک ہے۔" یہی اس عاجز کا وِرد ہے اور کسی تعداد کی پابندی ضروری نہیں۔ اخلاص اور محبت اور حضور اور تضرع سے پڑھنا چاہئے اور اس وقت تک ضرور پڑھتے رہیں کہ جب تک ایک حالت رقّت اور بے خودی اور تاثر کی پیدا ہو جائے اور سینے میں انشراح اور ذوق پایا جائے"۔ (مکتوبات احمدیہ جلد اوّل صفحہ 17-18)

تو یہ وہی درود ہے جو ہم نماز میں پڑھتے ہیں، جیسا کہ میں نے کہا، اور زیادہ تر اسی کا ورد کرنا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ تعداد نہیں دیکھنی چاہئے۔

حدیث میں آیا ہے کہ جو ایک ہزار مرتبہ کرتا ہے اس کا مطلب ہے کہ جتنا زیادہ سے زیادہ کرتا ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی بعض لوگوں کو تعداد بتائی۔ کسی کو سات سو دفعہ روزانہ پڑھنا یا گیارہ سو دفعہ پڑھنا بتایا۔ تو یہ حکم ہر شخص کے اپنے حالات اور معیار کے مطابق ہے، بدلتا رہتا ہے۔ بہر حال یہ درود شریف ہمیں پڑھنا چاہئے اس لئے مَیں نے جوبلی کی دعاؤں میں بھی ایک تو وہ حضرت مسیح موعودؑ کی الہامی دعا ہے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ۔ اس کے علاوہ مَیں نے کہا تھا کہ درود شریف بھی پورا پڑھا جائے تو اس لئے کہا تھا کہ اصل درود شریف جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا اس کو ہمیں اپنی دعاؤں میں ضرور شامل رکھنا چاہئے۔ لیکن وہی بات جس طرح حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ اتنا ڈوب کر پڑھیں کہ ایک خاص کیفیت پیدا ہو جائے اور جب اس طرح ہوگا تو پھر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بن رہے ہوں گے۔

یہ زمانہ جو آخرین کا زمانہ ہے جس زمانے سے اسلام

کی فتوحات وابستہ ہیں اور یہ فتوحات ہم سب جانتے ہیں کہ تلواروں یا بندوقوں یا توپوں اور گولوں سے نہیں ہوئیں اس میں سب سے بڑا ہتھیار دعا کا ہے پھر دلائل و براہین کا ہتھیار ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیا گیا ہے۔ اور اسی کے ذریعے سے انشاء اللہ تعالیٰ اسلام نے غالب آنا ہے۔ اور دعاؤں کی قبولیت کے لئے اور اللہ تعالیٰ کا قرب اور برکات حاصل کرنے کے لئے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتا دیا ہے ہم آیت میں دیکھ چکے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو اور مختلف احادیث سے بھی ہم نے دیکھ لیا کہ یہ سب کچھ بغیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے ممکن نہیں ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی یہی بتایا ہے کہ مجھے جو مقام ملا ہے اسی درود بھیجنے کی وجہ سے ملا ہے۔ اور اسلام کی آئندہ فتوحات کے ساتھ بھی اس کا خاص تعلق ہے۔ اپنے اس مقام کے بارے میں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو مسیح و مہدی بنا کر دنیا میں بھیجنے کی صورت میں دیا۔ ایک الہام کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

''بعد اس کے جو الہام ہے وہ یہ ہے کہ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ اٰلِ مُحَمَّدٍ سَیِّدِ وُلْدِ اٰدَمَ وَ خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ ۔ درود بھیج محمدؐ اور آل محمدؐ پر جو سردار ہے آدم کے بیٹوں کا اور خاتم الانبیاء ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم''۔

فرمایا: ''یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ سب مراتب اور تفضلات اور عنایات اسی کے طفیل سے ہیں اور اسی سے محبت کرنے کا صلہ ہے۔ سبحان اللہ اس سرور کائنات کے حضرت احدیت میں کیا ہی اعلیٰ مراتب ہیں اور کس قسم کا قرب ہے کہ اس کا مُحب خدا کا محبوب بن جاتا ہے اور اس کا خادم ایک دنیا کا مخدوم بنایا جاتا ہے''۔ یعنی دنیا اس کی خادم ہو جاتی ہے۔

''اس مقام پر مجھ کو یاد آیا کہ ایک رات اس عاجز نے اس کثرت سے درود پڑھا کہ دل و جان اس سے معطر ہو گیا۔ اسی رات خواب میں دیکھا کہ آبِ زُلال کی شکل پرنُور کی مشکیں اس عاجز کے مکان میں (فرشتے) لئے آتے ہیں اور ایک نے اُن میں سے کہا کہ یہ وہی برکات ہیں جو تُو نے محمدؐ کی طرف بھیجی تھیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اور ایسا ہی عجیب ایک اور قصہ یاد آیا کہ ایک مرتبہ الہام ہوا جس کے معنے یہ تھے کہ ملاءِ اعلیٰ کے لوگ خصومت میں ہیں۔ یعنی ارادہ الٰہی احیاءِ دین کے لئے جوش میں ہے''۔ دین کو نئے سرے سے زندہ کرنے کے لئے ہے۔ ''لیکن ہنوز ملاءِ اعلیٰ پر شخص مُحیی کی تعیین ظاہر نہیں ہوئی''، جس نے زندہ کرنا ہے پتہ نہیں لگ رہا وہ کون ہے۔'' اس لئے وہ اختلاف میں ہے۔ اسی اثناء میں خواب میں دیکھا کہ لوگ ایک مُحیی کو تلاش کرتے پھرتے ہیں اور ایک شخص اس عاجز کے سامنے آیا اور اشارہ سے اُس نے کہا۔ ھٰذَا رَجُلٌ یُّحِبُّ رَسُوْلَ اللّٰہِ یعنی یہ وہ آدمی ہے جو رسول اللہ سے محبت رکھتا ہے اور اس قول سے یہ مطلب تھا کہ شرط اعظم اس عہدہ کی محبت رسول ہے۔ سو وہ اس شخص میں متحقق ہے''۔ یعنی اس میں موجود ہے۔

''اور ایسا ہی الہام متذکرہ بالا میں جو آل رسول پر درود بھیجنے کا حکم

ہے سواس میں بھی یہی سرّ ہے کہ افاضہ انوار الٰہی میں محبتِ اہلِ بیت کو بھی نہایت عظیم دخل ہے۔ اور جو شخص حضرت احدیت کے مقربین میں داخل ہوتا ہے وہ انہیں طیبین اور طاہرین کی وراثت پاتا ہے اور تمام علوم و معارف میں ان کا وارث ٹھہرتا ہے''۔

پس آج احیاءِ دین کے لئے اسلام کی کھوئی ہوئی شان و شوکت واپس لانے کے لئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع میں کھڑا ہونے کے لئے، اللہ تعالیٰ نے جس جری اللہ کو کھڑا کیا ہے اس کے پیچھے چلنے سے اور اس کے دیئے ہوئے براہین اور دلائل سے جو اللہ تعالیٰ نے اسے بتائے ہیں اور اس کی تعلیم پر عمل کرنے سے اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا پوری آب و تاب اور پوری شان و شوکت کے ساتھ دنیا میں لہرائے گا۔ انشاء اللہ۔ اور لہراتا چلا جائے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس زمانے کی اہمیت بیان کرتے ہوئے اور لوگوں کو توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اسلام پر کیسے سخت دن ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایک سلسلہ قائم فرمایا جو کھوئی ہوئی عظمت کو بحال کرے گا۔ اس لئے مسلمانوں کو فرمایا کہ اب اپنی ضدیں چھوڑو اور غور کرو کہ کیا اللہ تعالیٰ ایسے حالات میں بھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر ہر طرف سے حملے ہو رہے ہیں ان کی عزت قائم کرنے کے لئے جوش میں نہیں آیا؟ جبکہ وہ درود بھیجتا ہے۔

اقتباس پورا اس طرح ہے۔ فرمایا کہ:

''یہ زمانہ کیسا مبارک زمانہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان پُر آشوب دنوں میں محض اپنے فضل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے اظہار کے لئے یہ مبارک ارادہ فرمایا کہ غیب سے اسلام کی نصرت کا انتظام فرمایا اور ایک سلسلہ کو قائم کیا۔ مَیں ان لوگوں سے پوچھنا چاہتا ہوں جو اپنے دل میں اسلام کے لئے ایک درد رکھتے ہیں اور اس کی عزت اور وقعت ان کے دلوں میں ہے۔ وہ بتائیں کہ کیا کوئی زمانہ اس سے بڑھ کر اسلام پر گزرا ہے جس میں اس قدر سبّ و شتم اور توہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گئی ہو۔ اور قرآن شریف کی ہتک ہوئی ہو۔ پھر مجھے مسلمانوں کی حالت پر سخت افسوس اور دلی رنج ہوتا ہے اور بعض وقت میں اس درد سے بے قرار ہو جاتا ہوں کہ ان میں اتنی حس بھی باقی نہیں رہی کہ اس بے عزتی کو محسوس کر لیں۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ بھی عزت اللہ تعالیٰ کو منظور نہ تھی جو اس قدر سبّ و شتم پر بھی وہ کوئی آسمانی سلسلہ قائم نہ کرتا اور ان مخالفین اسلام کے منہ بند کر کے آپؐ کی عظمت اور پاکیزگی کو دنیا میں پھیلاتا۔ جبکہ خود اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں کہ اس توہین کے وقت میں اس صلوٰۃ کا اظہار کس قدر ضروری ہے اور اس کا ظہور اللہ تعالیٰ نے اس سلسلے کی صورت میں کیا ہے۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 8-9 جدید ایڈیشن)

یہ فقرہ دیکھیں کہ اس طرح جماعت احمدیہ پر بہت بڑی ذمہ واری پڑتی ہے جو اپنے آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

پس جہاں ایسے وقت میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

خلاف ایک طوفان بدتمیزی مچا ہوا ہے یقیناً اللہ تعالیٰ کے فرشتے آپ پر درُود بھیجتے ہوں گے، بھیج رہے ہوں گے، بھیج رہے ہیں۔ ہمارا بھی کام ہے جنہوں نے اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عاشق صادق اور امام الزمان کے سلسلے اور اس کی جماعت سے منسلک کیا ہوا ہے کہ اپنی دعاؤں کو درود میں ڈھال دیں اور فضا میں اتنا درود وصدق دل کے ساتھ بکھیریں کہ فضا کا ہر ذرہ درود سے مہک اٹھے اور ہماری تمام دعائیں اس درود کے وسیلے سے خدا تعالیٰ کے دربار میں پہنچ کر قبولیت کا درجہ پانے والی ہوں۔

یہ ہے اس پیار اور محبت کا اظہار جو ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے ہونا چاہئے اور آپ ؐ کی آل سے ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو بھی عقل دے، سمجھ دے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرستادے کو پہچانیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس روحانی فرزند کی جماعت میں شامل ہوں جو صلح، امن اور محبت کی فضا کو دوبارہ دنیا میں پیدا کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو بلند کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عقل دے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہونے کے باوجود آج پھر دیکھ لیں چودہ سو سال کے بعد بھی اسی مہینے میں جب محرم کا مہینہ ہی چل رہا ہے اور اسی سرزمین میں پھر مسلمان مسلمان کا خون بہا رہا ہے مگر سبق کبھی بھی نہیں سیکھا اور ابھی تک خون بہاتے چلے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو عقل دے اور اس عمل سے باز آئیں اور اپنے دل میں خدا کا خوف پیدا کریں اور اسلام کی سچی تعلیم پر عمل کرنے والے ہوں۔ یہ سب کچھ جو یہ کر رہے ہیں زمانے کے امام کو نہ پہچاننے کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے انکار کی وجہ سے ہو رہا ہے۔

پس آج ہر احمدی کی ذمہ داری ہے، بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ جس نے اس زمانے کے امام کو پہچانا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے جذبے کی وجہ سے بہت زیادہ درُود پڑھیں، دعائیں کریں، اپنے لئے بھی اور دوسرے مسلمانوں کے لئے بھی تا کہ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو تباہی سے بچا لے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اپنی دعاؤں میں امت مسلمہ کو بہت جگہ دیں۔ غیروں کے بھی ارادے ٹھیک نہیں ہیں۔ ابھی پتہ نہیں کن کن مزید مشکلوں اور ابتلاؤں میں اور مصیبتوں میں ان لوگوں نے گرفتار ہونا ہے اور ان مسلمانوں کو سامنا کرنا پڑنا ہے۔ اور کیا کیا منصوبے ان کے خلاف ہو رہے ہیں۔ اللہ ہی رحم کرے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ سیدھے راستے پر چلاتا رہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہم شکر گزار بندے ہوں۔ اور اس کا شکر کریں کہ اس نے ہمیں اس زمانے کے امام کو ماننے کی توفیق دی ہے۔ اور اب اس ماننے کے بعد اس کا حق ادا کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہمیشہ اپنی رضا کی راہوں پر چلانے والا بنائے۔ آمین

مسلمانوں کی حالتِ زار

صیدو شکارِ غم ہے تو مسلم ِخستہ جان کیوں ؟
اُٹھ گئی سب جہان سے تیرے لیے امان کیوں؟

بیٹھنے کا تو ذکر کیا، بھاگنے کو جگہ نہیں
ہو کے فراخ اس قدر تنگ ہوا جہان کیوں؟

ڈھونڈتے ہیں تجھی کو کیوں سارے جہاں کیا بتلاء؟
پیستی ہے تجھی کو ہاں گردشِ آسمان کیوں؟

کیوں بنیں پہلی رات کا خواب تری بڑائیاں
قصّہء ماُمضٰی ہوئی تیری وہ آن بان کیوں؟

ہاتھ میں کیوں نہیں وہ زور بات میں کیوں نہیں اثر؟
چھِنی گئی ہے سَیف کیوں کاٹی گئی زبان کیوں؟

واسطہ جہل سے پڑا ،وہم ہوا رفیق دہر
علم کدھر کو چل دیا،جاتا رہا بیان کیوں؟

رہتی ہیں بے ثمار کیوں تیری تمام محنتیں ؟
تیری تمام کوششیں جاتی ہیں رائیگاں کیوں؟

سارے جہاں کے ظلم کیوں ٹوٹتے ہیں تجھی پہ آج ؟
بڑھ گیا حدّ ِصبر سے عرصہء امتحاں کیوں؟

تیری زمین ہے رہن کیوں؟ ہاتھ میں گبر سخت کے
تیری تجارتوں میں ہے صبح و مسا زیان کیوں ؟

کسبِ معاش کی رہیں تیری ہر اک گھڑی ہے جب
تیرے عزیز پھر بھی ہیں فاقوں سے نیم جان کیوں؟

کیوں ہیں یہ تیرے قلب پر کفر کی چیرہ دستیاں ؟
دل سے ہوئی ہے تیرے محو خصلتِ امتنان کیوں؟

خُلق ترے کدھر گئے ؟ خلق کو جن پہ ناز تھا
دل تیرا کیوں بدل گیا ؟ بگڑی تری زبان کیوں ؟

تجھ کو اگر خبر نہیں اس کے سبب کی مجھ سے سُن
تجھ کو بتاؤں میں کہ برگشتہ ہوا جہان کیوں ؟

منبعِ امن کو جو تُو چھوڑ کے دُور چل دیا
تیرے لیے جہان میں امن ہو کیوں امان کیوں؟

ہو کے غلام تُو نے جب رسمِ و داد قطع کی
اس کے غلامِ دَر جو ہیں تجھ پہ ہوں مہربان کیوں؟

از کلامِ محمود حصّہ دوم (منظوم کلام حضرت الحاج مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعودؓ)
(اخبار الفضل جلد ۱۲۔ ۲۳ اگست ۱۹۲۴ء)

اداریہ

''قوموں کی ترقی ان کی آئندہ نسلوں کی ترقی پر منحصر ہوتی ہے''

''انسان کی تمام ترقیات اور تمام مراتب کی بلندی اخروی زندگی سے وابستہ ہیں اور جس کو اخروی زندگی حاصل ہو جائے وہ ہر قسم کی ہلاکت سے محفوظ ہو جاتا ہے یہ اخروی زندگی دو قسم کی ہوتی ہے۔ اخروی زندگی وہ بھی ہے جو مرنے کے بعد ہے اور اخروی زندگی یہ بھی ہے کہ جب انسان مر جائے تو اس کا قائم مقام کھڑا ہو جائے۔ تو اس کے معنے ہیں کہ اس کے مرنے کے بعد بھی اس کا کام جاری ہے اور یہی زندگی ہے۔

ایک دفعہ ایک عباسی بادشاہ ایک بڑے عالم سے ملنے گیا۔ جا کے دیکھا کہ وہ اپنے شاگردوں کو درس دے رہے تھے۔ بادشاہ نے کہا ''اپنا کوئی شاگرد مجھے بھی دکھاؤ میں اس کا امتحان لوں''۔ انہوں نے ایک شاگرد پیش کیا۔ بادشاہ نے اس سے بعض سوال پوچھے ۔اس نے نہایت اعلیٰ صورت میں ان سوالوں کا جواب دیا۔ یہ سن کر بادشاہ نے کہا'' **مَامَاتَ مَنْ خَلَفَ مِثْلَکَ** وہ شخص جس نے تیرے جیسا قائم مقام چھوڑا کبھی نہیں مرسکتا'' کیونکہ اس کی تعلیم کو قائم رکھنے والا تو موجود ہوگا۔ انسان کا گوشت پوست کوئی قیمت نہیں رکھتا۔ گوشت پوست جیسے ایک چور کا ہے، ویسے ہی ایک نیک آدمی کا ہے۔ ہڈیاں جیسے ایک چور کی ہیں ویسے ہی نیک آدمی کی ہیں۔ خون جیسے ایک چور کا ہے ویسے ہی نیک آدمی کا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ اس کے اخلاق برے ہیں اور اس کے اخلاق اعلیٰ درجہ کے ہیں۔ اس کے اندر روحانیت نہیں اور اس کے اندر اعلیٰ درجہ کی روحانیت پائی جاتی ہے۔ پس اگر اس کی وہ روحانیت اور اعلیٰ درجہ کے اخلاق دوسرے میں باقی رہ جائیں گے تو یہ مرا کس طرح؟۔ قبر میں اس کا گوشت پوست گیا جو کوئی حقیقت نہیں رکھتا، مگر روحانیت دنیا میں قائم رہی۔ پس ساری کامیابی اس میں ہے کہ انسان کے پیچھے اچھے قائم مقام رہ جائیں۔ یہی چیز ہے جس کے لئے قومیں کوشش کیا کرتی ہیں۔ یہی چیز ہے کہ اگر یہ قوم کو حاصل ہو جائے تو یہ بہت بڑا انعام ہے۔ آج تک کبھی دنیا نے یہ محسوس نہیں کیا کہ ساری کامیابی فتوحات میں نہیں بلکہ نسل میں ہے۔۔۔۔ اگر آئندہ نسل اعلیٰ اخلاق کی ہو تو وہ قوم مرتی کبھی نہیں بلکہ زندہ رہتی ہے اور اگر آئندہ نسل اچھی نہ ہو تو اس کی تمام فتوحات ہیچ اور لغو ہیں۔ پس قوموں کی ترقی ان کی آئندہ نسلوں کی ترقی پر منحصر ہوتی ہے اس لئے ہمارا زور اس بات پر ہونا چاہئے کہ آئندہ نسلوں میں ہم اپنے اچھے قائم مقام چھوڑیں جو اسلام کی ترقی اور اسلام کے مستقبل کے ضامن ہوں''۔

(از خطبات محمود خطبہ 30 مارچ 1945ء صفحہ 610 تا 612.)

غیبت، چغلخوری، بدظنی اور حسد

احادیث النبوی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تمہیں معلوم ہے غیبت کیا ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں''۔ آپؐ نے فرمایا: ''اپنے بھائی کا اس کی پیٹھ پیچھے اس رنگ میں ذکر کرنا جسے وہ پسند نہیں کرتا''۔ عرض کیا گیا کہ ''اگر وہ بات جو کہی گئی ہے سچ ہو اور میرے بھائی میں وہ موجود ہو تب بھی یہ غیبت ہوگی''۔ آپؐ نے فرمایا ''اگر وہ عیب اس میں پایا جاتا ہے جس کو تو نے اس کی پیٹھ کے پیچھے ذکر کیا ہے تو یہ غیبت ہے اور اگر وہ بات جو تو نے کہی ہے اس میں پائی ہی نہیں جاتی تو یہ اس پر بہتان ہے''۔ (مسلم کتاب البر والصلة باب تحریم الغیبة)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''جب مجھے معراج ہوا تو حالتِ کشف میں مَیں ایک ایسی قوم کے پاس سے گذرا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ ان سے اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے''۔ مَیں نے پوچھا ''اے جبرائیل! یہ کون ہیں؟'' تو انہوں نے بتایا کہ ''یہ لوگوں کا گوشت نوچ نوچ کر کھایا کرتے تھے اور ان کی عزت و آبرو سے کھیلتے تھے یعنی ان کی غیبت کرتے تھے اور ان کو حقارت سے دیکھتے تھے''۔

(ابو داؤد کتاب الادب باب فی الغیبة)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بدترین آدمی تم اسے پاؤ گے جو دو منہ رکھتا ہے۔ ان کے پاس آ کر کچھ کہتا ہے، دوسروں کے پاس جا کر کچھ کہتا ہے یعنی بڑا منافق اور چغلخور ہے''۔

(مسلم کتاب البر والصلة باب ذم ذی الوجهین.....)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''حسد سے بچو، کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح بھسم کر دیتا ہے جس طرح آگ ایندھن اور گھاس کو بھسم کر دیتی ہے'' ۔

(ابو داؤد کتاب الادب باب فی الحسد)

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: '' چغل خور جنّت میں داخل نہیں ہوگا''۔

(بخاری کتاب الادب باب ما یکره من النمیمة)

''ہمارا کوئی حق نہیں بنتا کہ کسی پر بلاوجہ انگلیاں اٹھاتے پھریں۔''

'' خیانت نہ کرو ،گلہ نہ کرو ، اور ایک عورت دوسری عورت پر بہتان نہ لگاوے''۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام عورتوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''خیانت نہ کرو، گلہ نہ کرو، اور ایک عورت دوسری عورت پر بہتان نہ لگاوے''۔

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۸۱)

اب اس کا یہ مطلب نہیں کہ مرد جا کر اپنی عورتوں کو سمجھاتے رہیں، خود بھی سمجھنے کی ضرورت ہے۔

پھر کسی عورت نے دوسری عورت پر گلہ کیا تو اس پر آپ نے فرمایا: ''ایک شخص تھا، اس نے کسی دوسرے کو گنہگار کو دیکھ کر خوب اس کی نکتہ چینی کی۔ اور کہا کہ دوزخ میں جائے گا۔ قیامت کے دن خدا تعالیٰ اس سے پوچھے گا کہ کیوں؟، تجھ کو میرے اختیارات کس نے دیئے ہیں۔'' جنت اور دوزخ میں بھیجنا تو میرا کام ہے ''دوزخ اور بہشت میں بھیجنے والا تو مَیں ہی ہوں تو کون ہے؟'' تو جس نے نکتہ چینی کی تھی اور اپنے آپ کو نیک سمجھتا تھا اس شخص کو کہا کہ ''جا مَیں نے تجھے دوزخ میں ڈالا اور یہ گنہگار بندہ جس کا تو گلہ کیا کرتا تھا کہ یہ ایسا ہے ویسا ہے اور دوزخ میں جائے گا اس کو میں نے بہشت میں بھیج دیا''، جنت میں بھیج دیا۔ تو فرماتے ہیں کہ ''ہر ایک انسان کو سمجھنا چاہیے کہ ایسا نہ ہو کہ مَیں ہی الٹا شکار ہو جاؤں''۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۱۰-۱۱۔ مطبوعہ ربوہ)

آج بھی لوگ ایسی باتیں کر جاتے ہیں کہ فلاں شخص تو بڑا گندا ہے، گنہگار ہے، جہنمی ہے پھر بعض اپنی بزرگی جتانے کے لئے اس قسم کی باتیں کر رہے ہوتے ہیں کہ پہلے تو کرید کرید کر کسی کے بارہ میں پوچھتے ہیں کہ فلاں نیکی تم نے کی، فلاں کی، نماز پڑھی، یہ کیا، وہ کیا، نمازوں میں دعائیں کرتے ہو، کس طرح کرتے ہو، رقت طاری ہوتی ہے کہ نہیں، رونا آتا ہے کہ نہیں، حوالہ دیا کہ جس کو رونا نہیں آیا اس کا دل سخت ہو گیا۔ تو یہ چیزیں پوچھتے ہیں پہلے کرید کرید کر جو بالکل غلط چیز ہے۔ یہ بندے اور خدا کا معاملہ ہے، انفرادی طور پر کسی کو پوچھنے کا حق نہیں ہے، عموماً ایک نصیحت کی جاتی ہے جلسوں میں، خطبوں میں، کہ اس طرح نماز پڑھنی چاہیے اس طرح نماز ادا کرنی چاہیے اور پوری طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنا چاہیے۔ تو ہر شخص کا کام نہیں ہے کہ پہلے کرید کرید کر پوچھے اور پھر جب اس کی حالت کا پتہ کر لے تو یہ کہے کہ تم اتنے دن سے نماز میں روئے نہیں، تمہیں رقت طاری نہیں ہوئی۔ تم نے اپنے آپ کو ہلاک کر لیا یا ہلاکت میں ڈال دیا۔ تو ایسے لوگوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ خدا کے اختیار ان کو نہیں ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ تمہارے رونے کو خدا تعالیٰ ردّ کر دے اور اس کے نہ رونے کو قبول کر لے۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ ''دل تو اللہ تعالیٰ کی صندوقچی ہوتا ہے اور اس کی کنجی اس کے پاس ہوتی ہے۔ کسی کو کیا خبر کہ اس کے اندر کیا ہے۔ تو خواہ مخواہ اپنے آپ کو گناہ میں ڈالنے کا کیا فائدہ۔ حدیث

شریف میں آتا ہے کہ

"ایک شخص بڑا گنہ گار ہوگا۔ خدا تعالیٰ اس کو کہے گا کہ میرے قریب ہوجا۔ یہاں تک کہ اس کے اور لوگوں کے درمیان اپنے ہاتھ سے پردہ کر دے گا اور اس سے پوچھے گا کہ تو نے فلاں گناہ کیا، فلاں گناہ کیا، لیکن چھوٹے چھوٹے گناہ گنوائے گا۔ وہ کہے گا کہ ہاں یہ گناہ مجھ سے سرزد ہوئے"۔ خدا تعالیٰ فرمائے گا کہ

"اچھا آج کے دن مَیں نے تیرے سب گناہ معاف کئے اور ہر ایک گناہ کے بدلے دس دس نیکیوں کا ثواب دے دیا۔ تب وہ بندہ سوچے گا کہ جب ان چھوٹے چھوٹے گناہوں کا دس دس نیکیوں کا ثواب ملا ہے تو بڑے بڑے گناہوں کا تو بہت زیادہ ثواب ہوگا۔ تو یہ سوچ کر وہ بندہ خود ہی اپنے بڑے بڑے گناہ گنائے گا کہ "اے خدا مَیں نے تو یہ گناہ بھی کئے ہیں"۔ تب اللہ تعالیٰ اس کی بات سن کر ہنسے گا اور فرمائے گا۔ کہ "دیکھو! میری مہربانی کی وجہ سے یہ بندہ ایسا دلیر ہوگیا ہے کہ اپنے گناہ خود ہی بتلاتا ہے"۔ پھر اسے حکم دے گا کہ "جا بہشت کے آٹھوں دروازوں میں سے جس سے تیری طبیعت چاہے داخل ہوجا"۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے اس لئے ہمارا کوئی حق نہیں بنتا کہ کسی پر بلاوجہ انگلیاں اٹھاتے پھریں۔ تو کیا خبر ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اس سے کیا سلوک ہے؟ یا اس کے دل میں کیا ہے؟۔ اس لئے غیبت کرنے سے بکلّی پرہیز کرنا چاہئے"۔

(بدر جلد نمبر ۱۰ صفحہ ۱۰ مورخہ ۹ مارچ ۱۹۰۶ء بحوالہ ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۱۴۷ جدید ایڈیشن)

☆......☆......☆......☆

امراء کو کبر اور نخوت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

"امراء کو کبر اور نخوت لگے رہتے ہیں جو کہ اُن کے عملوں کو کھاتے رہتے ہیں۔ اس لئے بعض غریب آدمی جن کو اس قسم کے خیالات نہیں ہوتے وہ سبقت لے جاتے ہیں۔ غرضکہ ریا وغیرہ کی مثال ایک چُوہے کی ہے جو کہ اندر ہی اندر اعمال کو کھاتا رہتا ہے۔ خدا تعالیٰ بڑا کریم ہے لیکن اس کی طرف آنے کے لئے عجز ضروری ہے۔ جس قدر انانیّت اور بڑائی کا خیال اس کے اندر ہوگا خواہ وہ علم کے لحاظ سے ہو، خواہ ریاست کے لحاظ سے خواہ مال کے لحاظ سے، خواہ خاندان اور حسب نسب کے لحاظ سے، تو اسی قدر پیچھے رہ جاویگا۔ اسی لئے بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ سادات میں سے اولیاء کم ہوئے ہیں کیونکہ خاندانی تکبّر کا خیال ان میں پیدا ہو جاتا ہے۔ قرون اولیٰ کے بعد جب یہ خیال پیدا ہوا تو یہ لوگ رہ گئے۔

اس قسم کے حجاب انسان کو بے نصیب اور محروم کر دیتے ہیں۔ بہت ہی کم ہیں جو ان سے نجات پاتے ہیں۔ امارت اور دولت بھی ایک حجاب ہوتا ہے۔ امیر آدمی کو کوئی غریب سے غریب اور ادنیٰ آدمی السلام علیکم کہے تو اُسے مخاطب کرنا اور وعلیکم السلام کہنا اس کو عار معلوم ہوتا ہے اور خیال گذرتا ہے کہ یہ حقیر اور ذلیل آدمی کب اس قابل ہوتا ہے کہ ہمیں مخاطب کرے۔ اسی لئے حدیث میں آیا ہے کہ غریب امیروں سے پانصد سال پیشتر جنّت میں جاویں گے جو ایمان لاتے ہیں۔ اس کا ایک باعث یہ بھی ہے کہ غریبوں کا تزکیہ نفس قضاء قدر نے خود ہی کیا ہوتا ہے۔

(از ملفوظات ایڈیشن ۱۹۸۴ء صفحہ ۱۱۳)

بدظنّی سے بچو

اگر دل میں تمہارے شر نہیں
تو پھر کیوں ظنّ بد سے ڈر نہیں

کوئی جو ظنّ بد رکھتا ہے عادت
بدی سے خود وہ رکھتا ہے ارادت

گمان بد شیاطیں کا ہے پیشہ
نہ اہل عفت و دیں کا ہے پیشہ

تمہارے دل میں شیطاں دے ہے بچے
اسی سے ہیں تمہارے کام کچے

وہی کرتا ہے ظنّ بد بلا ریب
کہ جو رکھتا ہے پردہ میں وہی عیب

وہ فاسق ہے کہ جس نے رہ گنوایا
نظر بازی کو اک پیشہ بنایا

مگر عاشق کو ہر گز بد نہ کہیو
وہاں بد ظنیوّں سے بچ کے رہیو

اگر عشّاق کا ہو پاک دامن
یقیں سمجھو کہ ہے تریاق دامن

مگر مشکل یہی ہے درمیاں میں
کہ گل بے خار کم ہیں بوستاں میں

تمہیں یہ بھی سناؤں اس بیاں میں
کہ عاشق کس کو کہتے ہیں جہاں میں

وہ عاشق ہے کہ جس کو حسب تقدیر
محبت کی کماں سے آ لگا تیر

نہ شہوت ہے نہ ہے کچھ نفس کا جوش
ہوا الفت کے پیمانوں سے مد ہوش

لگی سینہ میں اس کے آگ غم کی
نہیں اسکو خبر کچھ پیچ و خم کی

(از درِّثمین کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

بدظنی تجسس اور غیبت کی عادات چھوڑنے کے بارے میں پر معارف خطاب

بد ظنی سے تجسس اور تجسس سے غیبت کی عادت پیدا ہوتی ہے

چغلی کی عادت سے اجتناب کیلئے ذیلی تنظیموں کو ٹھوس لائحہ عمل تجویز کرنا چاہئے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶ دسمبر ۲۰۰۳ء بمقام بیت الفتوح لندن

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۲۶ دسمبر ۲۰۰۳ء کو بیت الفتوح لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ آپ نے اس خطبہ میں بدظنی، تجسس اور غیبت کی عادت سے اجتناب کرنے کے بارہ میں احباب کو نصائح کیں۔ اس مضمون کی تشریح میں آیت قرآنی، احادیث نبویہ ارشادات حضرت مسیح موعود بھی بیان فرمائے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ خطبہ ایم ٹی اے کے ذریعہ دنیا بھر میں براہ راست ٹیلی کاسٹ کیا گیا اور متعدد زبانوں میں رواں ترجمہ بھی نشر ہوا۔

حضور انور نے خطبہ کے آغاز میں سورۃ الحجرات آیت ۱۳ کی تلاوت فرمائی جس کا ترجمہ ہے: اے لوگو جو ایمان لائے ہو ظن سے بکثرت اجتناب کیا کرو۔ یقیناً بعض ظن گناہ ہوتے ہیں اور تجسس نہ کیا کرو۔ اور تم میں سے کوئی کسی دوسرے کی غیبت نہ کرے۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ پس تم اس سے سخت کراہت کرتے ہو۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیا کرو۔ یقیناً اللہ توبہ قبول کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہمارے معاشرے میں بعض برائیاں ایسی ہیں جو بظاہر چھوٹی نظر آتی ہیں لیکن معاشرے پر ان کے اثرات بہت برے پڑتے ہیں اور وہ برائیاں معاشرے میں فساد برپا کردیتی ہیں۔ انہی برائیوں میں بدظنی، تجسس اور غیبت کی عادت بھی ہے۔ غیبت کو مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف قرار دیا گیا ہے کوئی ظالم سے ظالم شخص بھی یہ پسند نہیں کرتا کہ وہ مردہ بھائی کا گوشت کھائے بلکہ اس تصور سے ہی کراہت آتی ہے لیکن اس کے بالمقابل حساس طبیعتوں کے مالک لوگ بھی مجلسوں میں بیٹھ کر چغلیاں اور غیبتیں کررہے ہوتے ہیں۔

سوءظن سے تجسس کی عادت پیدا ہوتی ہے اور پھر تجسس غیبت پر مائل کرتا ہے کیونکہ جس کے بارہ میں سوءظن ہوجائے انسان پھر اس کے عیب تلاش کرنے میں لگا رہتا ہے۔ گویا اپنی بدظنی کو پورا کرنے کیلئے تجسس کرتا ہے اور پھر غیبت کرتا ہے۔ اس عادت سے خاص طور پر نوجوانوں اور بچوں کی اطفال اور خدام کی سطح پر اس برائی سے بچانا ہے۔ عورتوں میں یہ بیماری بہت زیادہ ہے

خاص طور پر دیہاتی عورتوں اور فارغ رہنے والی خواتین میں یہ برائی زیادہ ہے۔ ذیلی تنظیموں میں خاص طور پر لجنہ کو مؤثر لائحہ عمل اس برائی کے خاتمہ کیلئے تجویز کرنا چاہئے۔
آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص طعن و تشنیع کرتا اور دوسرے کے عیب تلاش کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کے عیب ظاہر کر کے اسے رسوا کرتا ہے ایسا شخص جنت میں نہیں جائے گا۔ حاسد اور چغل خور کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔ بدظنی سے بچو کیونکہ یہ سخت جھوٹ ہے۔ عیب کی ٹوہ میں نہ رہو۔ لوگوں کو اپنے بھائی کی آنکھ میں تنکا نظر آتا ہے لیکن اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا۔ چغلی کرنا اور سننا دونوں منع ہیں۔
حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں خیانت نہ کرو۔ گلہ نہ کیا کرو۔ بعض گناہ باریک ہوتے ہیں انسان ان میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ مثلاً گلہ شکوہ کرنے کی عادت ہے۔ قرآن نے اسے برا قرار دیا ہے۔
ہماری جماعت کو چاہئے کہ وہ کسی کا عیب دیکھ کر اس کے لئے دعا کرے۔ کمزور کی غیبت کی بجائے اصلاح احوال کی کوشش کریں۔ کسی کو کمزور پاویں تو خفیہ نصیحت کریں یا دعا کریں۔ عجلت میں کسی کو ترک نہ کر دیں۔ اسے نصیحت کریں اور چالیس دن تک رو رو کر دعائیں کریں دعا میں بہت تاثیر ہے۔ تہمت لگانے والا میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان نصائح پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آخر پر حضور نے فرمایا آج سے قادیان کا جلسہ شروع ہو رہا ہے اس کی کامیابی کیلئے دعا کریں۔
(خطبہ جمعہ کا یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)
(خلاصہ خطبہ الفضل ربوہ، ۳۰ دسمبر ۲۰۰۳ء سے لیا گیا ہے)

چغلی اور غیبت سے نفرت

''حضرت سیّدہ امّاں جان صاحبہ ؓ کو چغلی، غیبت یا کسی کی غیر حاضری میں شکایت کرنا بہت ہی بُرا لگتا تھا۔ اس بات کو آپ بہت ناپسند کرتی تھیں۔ ایک عورت تھی جس میں یہ کمزوری تھی۔ اس کو آپ نے سمجھایا کہ یہ باتیں اچھی نہیں لگتیں۔ اللہ میاں منع کرتا ہے۔ اس عورت نے سنکر فوراً کہا کہ ''آپ کو فلاں عورت نے بتایا ہوگا کہ میں ایسا کرتی ہوں''۔ امّاں جان اس بات پر بہت خفا ہوئیں اور کہا ''تم بے وجہ بدظنی سے کام لے رہی ہو''۔ (از سیرت حضرت امّاں جان ؓ۔ صفحہ ۶۴-۶۵)

''یادرکھو یہ کہانیاں نہیں، یہ واقعات ہیں۔ جولوگ بدظنیاں کرتے ہیں جب تک اپنی نسبت بدظنیاں نہیں سن لیتے، نہیں مرتے''

''جوغیبت کرتا ہے وہ روزے کیا رکھتا ہے، وہ تو گوشت کے کباب کھاتا ہے اور کباب بھی اپنے مردہ بھائی کے گوشت کے''

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں کہ:

''نصیحت کے طور پر کہتا ہوں کہ اکثر سوء ظنیوں سے بچو (بدظنیوں سے بچو)۔ اس سے سخت سخن چینی اور عیب جوئی کی عادت پڑتی ہے۔ (جب بدظنیاں کروگے تو عیب تلاش کرنے کی عادت بھی پڑے گی)۔ اسی واسطے اللہ کریم فرماتا ہے ﴿وَ لَا تَجَسَّسُوْا﴾ تجسس نہ کرو۔ تجسس کی عادت بدظنی سے پیدا ہوتی ہے۔ جب انسان کسی کی نسبت سوء ظن کرتا ہے یا بدظنی کرتا ہے تو اس کی وجہ سے ایک خراب رائے قائم کر لیتا ہے تو پھر کوشش کرتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح اس کے کچھ عیب بھی مجھے مل جاویں۔ اس کی کچھ برائیاں بھی نظر آجائیں۔ اور پھر عیب جوئی کی کوشش کرتا اور اسی جستجو میں مستغرق رہتا ہے۔ یعنی کہ اتنا ڈوب جاتا ہے عیب کی تلاش میں کہ جس طرح کوئی بہت اہم کام کر رہا ہے۔ اور یہ خیال کرکے کہ اس کی نسبت مَیں نے جو یہ خیال ظاہر کیا ہے اگر کوئی پوچھے تو پھر اس کو کیا جواب دوں گا''۔ یعنی یہ سوچتا رہتا ہے کہ میں ایک دفعہ اس کے بارہ میں ایک رائے قائم کر چکا ہوں اگر کوئی اس کی دلیل مانگے تو تمہارے پاس اس کی برائی کا ثبوت کیا ہے تو جواب کیا دوں گا۔ تو اس جواب کو تلاش کرنے کے لئے مستقل اس جستجو میں رہتا ہے، اس کوشش میں رہتا ہے کہ اس کی مزید برائیاں نظر آئیں۔ تو فرماتے ہیں کہ ''اپنی بدظنی کو پورا کرنے کے لئے تجسس کرتا ہے، پھر تجسس سے غیبت پیدا ہوتی ہے جیسے اللہ کریم نے فرمایا کہ ﴿وَ لَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا﴾ غرض خوب یادرکھو سوء ظن سے تجسس اور تجسس سے غیبت کی عادت شروع ہوتی ہے۔ اگر ایک شخص روزے بھی رکھتا ہے اور غیبت بھی کرتا ہے اور نکتہ چینی میں مشغول رہتا ہے تو وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھاتا ہے جیسے فرمایا ﴿اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَکَرِهْتُمُوْهُ﴾ اب جو غیبت کرتا ہے وہ روزے کیا رکھتا ہے، وہ تو گوشت کے کباب کھاتا ہے اور کباب بھی اپنے مردہ بھائی کے گوشت کے اور یہ بالکل سچی بات ہے کہ غیبت کرنے والا حقیقت میں ایسا بدآدمی ہے جو اپنے مردہ بھائی کے کباب کھاتا ہے۔ مگر یہ کباب ہر ایک آدمی نہیں دیکھ سکتا۔ ایک صوفی نے کشف میں دیکھا کہ ایک شخص نے کسی کی غیبت کی ہے۔ جب اس سے قے کرائی گئی تو اس کے اندر سے بوٹیاں نکلیں

جن میں سے بد بو آتی تھی''۔ کتنی کراہت والی چیز ہے یہ لیکن جب کر رہا ہوتا ہے تو پتہ نہیں لگتا۔ پھر فرمایا کہ ''یاد رکھو یہ کہانیاں نہیں، یہ واقعات ہیں۔ جو لوگ بدظنیاں کرتے ہیں جب تک اپنی نسبت بدظنیاں نہیں سن لیتے، نہیں مرتے۔

اب یہ جو حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ فرما رہے ہیں وہ اس حدیث کی روشنی میں ہے کہ ''حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ منبر پر کھڑے ہو کر بآواز بلند فرمایا کہ:

''اے لوگو! تم میں سے بعض بظاہر مسلمان ہیں لیکن ان کے دلوں میں ابھی ایمان راسخ نہیں ہوا۔ انہیں میں متنبہ کرتا ہوں کہ وہ مسلمانوں کو طعن و تشنیع کے ذریعہ تکلیف نہ دیں اور نہ ان کے عیبوں کا کھوج لگاتے پھریں۔ ورنہ یاد رکھیں کہ جو شخص کسی کے عیب کی جستجو میں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اندر چھپے عیوب کو لوگوں پر ظاہر کر کے اس کو لوگوں میں ذلیل و رسوا کر دیتا ہے''۔

(ترمذی ابواب البر والصلۃ باب ما جاء فی تعظیم المومن)

اب بعض لوگ اس لئے تجسس کر رہے ہوتے ہیں۔ مثلاً عمومی زندگی میں لیتے ہیں، دفتروں میں کام کرنے والے، ساتھ کام کرنے والے اپنے ساتھی کے بارہ میں، یا دوسری کام کی جگہ، کارخانوں وغیرہ میں کام کرنے والے، اپنے ساتھیوں کے بارہ میں کہ اس کی کوئی کمزوری نظر آئے اور اس کی کمزوری کو پکڑیں اور افسروں تک پہنچائیں تا کہ ہم خود افسروں کی نظر میں ان کے خاص آدمی ٹھہریں، ان کے منظور نظر ہو جائیں۔ یا بعضوں کو بلاوجہ یونہی عادت ہوتی ہے، کسی سے بلاوجہ کا بیر ہو جاتا ہے اور پھر وہ اس کی برائیاں تلاش کرنے لگ جاتے ہیں۔ تو یاد رکھنا چاہیے کہ ایسے لوگوں کے بارہ میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ ایسے لوگوں کا کبھی بھی جنت میں دخل نہیں ہوگا، ایسے لوگ کبھی بھی جنت میں نہیں جائیں گے۔ تو کون عقلمند آدمی ہے جو ایک عارضی مزے کے لئے، دنیاوی چیز کے لئے، ذرا سی باتوں کا مزا لینے کے لئے، اپنی جنت کو ضائع کرتا پھرے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں کہ:

اس لئے مَیں تمہیں نصیحت کرتا ہوں اور دردِ دل سے کہتا ہوں کہ غیبتوں کو چھوڑ دو۔ بغض اور کینے سے اجتناب کرو اور بکلی پرہیز کرو اور بالکل الگ تھلگ رہو، اس سے بڑا فائدہ ہوگا۔........

انسان خود بخود اپنے آپ کو پھندوں میں پھنسا لیتا ہے ورنہ بات سہل ہے، بڑی آسان بات ہے۔ جو لڑکے دوسروں کی نکتہ چینیاں اور غیبتیں کرتے ہیں اللہ کریم ان کو پسند نہیں کرتا۔ اگر کسی میں کوئی غلطی دیکھو تو خدا تعالیٰ اس کو راہ راست پر چلنے کی توفیق دیوے۔ یاد رکھو اللہ کریم ﴿تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ﴾ ہے وہ معاف کر دیتا ہے۔ جب تک انسان اپنا نقصان نہ اٹھائے اور اپنے اوپر تکلیف گوارا نہ کرے کسی دوسرے کو سکھ نہیں پہنچا سکتا۔ اس لئے بد دوستوں سے بکلی کنارہ ہو جاؤ۔

میں نے جیسے پہلے بھی کہا ہے کہ بعض لوگ صرف باتوں کا مزا لینے کے لئے ایسی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں۔ شروع میں صرف سن رہے ہوتے ہیں اور ہنسی ٹھٹھے کی باتوں پہ ہنس رہے ہوتے ہیں اور پھر آہستہ آہستہ عادت پڑ جاتی ہے ایسی باتوں کی اور خود بھی ایسی باتوں میں ملوث ہو جاتے ہیں۔ تو نوجوانوں کو خاص طور پر اس

سے بچنا چاہیے۔ شروع میں ہی، بچپن سے ہی اطفال میں بھی اور خدام میں بھی یہ عادت ڈالیں کہ کسی کی برائی نہیں کرنی۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ ''ظن کے اگر قریب بھی جانے لگو تو اس سے بچ جاؤ کیونکہ اس سے پھر تجسس پیدا ہوگا۔ اگر تجسس تک پہنچ چکے ہو تو پھر بھی رک جاؤ کہ اس سے غیبت تک پہنچ جاؤ گے اور یہ ایک بہت بڑی بداخلاقی ہے اور مردار کھانے کی مانند ہے ﴿وَ اتَّقُوْا اللّٰہَ ۔اِنَّ اللّٰہَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ﴾ تقویٰ اختیار کرو، پورے پورے پرہیزگار بن جاؤ مگر یہ سب کچھ اللہ توفیق دے تو حاصل ہوتا ہے''۔

(الحکم ۳۱/ اکتوبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۸،۹۔ بحوالہ حقائق الفرقان جلد چہارم صفحہ ۶،۷)

زبان کی حفاظت

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ''انسان بعض اوقات بے خیالی میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی کوئی بات کہہ دیتا ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے بے انتہا درجات بلند کر دیتا ہے اور بعض اوقات وہ لاپروائی میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی کوئی بات کر بیٹھتا ہے جس کی وجہ سے وہ جہنم میں جا گرتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ سے ہر وقت رہنمائی اور ہدایت کی توفیق مانگتے رہنا چاہیے کہ وہ ہمیشہ بھلی اور نیک بات ہی منہ سے نکلوائے''۔

(بخاری کتاب الرقاق باب حفظ اللسان)

''اسلام میں غیبت کی ممانعت''

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں کہ:

''اسلام نے غیبت کی ممانعت کے متعلق جو حکم دیا ہے اس میں حکمت یہ ہے کہ بسا اوقات انسان دوسرے کے متعلق ایک رائے قائم کر لیتا ہے اور وہ اپنے آپ کو اس رائے میں حق بجانب بھی سمجھتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ میں نے ٹھیک رائے قائم کی ہے لیکن درحقیقت اس کی یہ رائے صحیح نہیں ہوتی۔ فرمایا کہ ہم نے بیسوں دفعہ دیکھا ہے کہ ایک شخص کے متعلق ایک رائے قائم کر لی گئی کہ یہ ایسا ہی ہوگا اور یہ بھی یقین کر لیا جاتا ہے کہ میری رائے بھی درست ہے لیکن ہوتی غلط ہے۔ اور اگر ایسی صورت میں اگر کوئی دوسرا شخص سامنے بیٹھا ہوگا۔ اگر تو دوسرا شخص جس کے بارہ میں رائے قائم کی گئی ہے وہ سامنے بیٹھا ہو اور اس سے پوچھا جائے تو لازماً وہ اپنی بریت ظاہر کرنے کی کوشش کرے گا اور کہے گا کہ تمہیں میرے متعلق غلط فہمی ہوئی ہے، میرے اندر یہ نقص نہیں پایا جاتا۔ تو آپ فرماتے ہیں کہ خواہ کسی کے نزدیک کوئی بات سچی ہو جب وہ کسی شخص کی عدم موجودگی میں بیان کرتا ہے اور وہ بات ایسی ہے کہ جس سے اس کے بھائی کی عزت کی تنسیخ ہوتی ہے یا اس کے علم کی تنسیخ ہوتی ہے یا اس کے رتبہ کی تنسیخ ہوتی ہے تو قرآنِ کریم اور احادیث کی رو سے وہ گناہ کا ارتقاب کرتا ہے کیونکہ اس طرح اس نے اپنے بھائی کو اپنی برأت پیش کرنے کے حق سے محروم کر دیا'' (تفسیر کبیر جلد نہم صفحہ ۵۷۹)

● ● ● ● ● ● ● ●

سرائے خام

دُنیا کی حِرص و آز میں کیا کُچھ نہ کرتے ہیں
نقصاں جو ایک پیسہ کا دیکھیں تو مرتے ہیں

زر سے پیار کرتے ہیں اور دِل لگاتے ہیں
ہوتے ہیں زر کے ایسے کہ بس مر ہی جاتے ہیں

جب اپنے دلبروں کو نہ جلدی سے پاتے ہیں
کیا کیا نہ اُن کے ہجر میں آنسوُ بہاتے ہیں

پر اُن کو اُس سجن کی طرف کچھ نظر نہیں
آنکھیں نہیں ہیں کان نہیں دل میں ڈر نہیں

اُن کے طریق و دھرم میں گو لاکھ ہو فساد
کیسا ہی ہو عیاں کہ وُہ ہے جُھوٹ اعتقاد

پرتب بھی مانتے ہیں اُسی کو بہر سبب
کیا حال کردیا ہے تعصّب نے ہے غضب

دِل میں مگر یہی ہے کہ مرنا نہیں کبھی
ترک اس عیال و قوم کو کرنا نہیں کبھی

اے غافلاں وفا نہ کند ایں سرائے خام
دُنیا ئے دُوں نماند ونماند بہ کس مدام

(از درِّ ثمین)(سُرمہ چشم آریہ صفحہ ۸۹ مطبوعہ)

تربیت اولاد کے سنہری گر

حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کا بچّوں کے نام ایک پیغام

''دعاؤں کی عادت ڈالو''۔''بری صحبت سے بچو۔ برے دوستوں کو چھوڑ دو''

تربیت اولاد کے سنہری گر حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے اپنی اولاد کی، اپنی بہن کی اولاد کی جن کی آپ دادی بھی تھیں۔اپنے تمام بہن بھائیوں اور جماعت کی اولاد کی تربیت کے نہایت اعلیٰ اصول بتائے جن پر آپ نے ساری زندگی عمل کیا۔خدا کرے افراد جماعت خصوصاً عورتیں ان اصولوں پر چل کر اپنی نسلوں کی اعلیٰ تربیت کرنے والی بنیں اور یہ سلسلہ خدا کرے مسابقت کے ساتھ آگے سے آگے بڑھتا ہی چلا جائے۔

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ تربیت اولاد کے متعلق فرماتی ہیں۔،،تربیت کہاں سے آتی؟ جو طریقہ حضرت اماں جان کا دیکھا وہی جہاں تک ہمت تھی رکھا......حضرت اماں جان فرمایا کرتی تھیں کہ:

بڑے بچے کی تربیت پر بہت زیادہ توجہ کی ضرورت ہے اگر وہ ٹھیک راہ پر چلے گا تو آئندہ زیادہ محنت کی ضرورت نہیں۔چھوٹے خود ہی بڑے کے نقش قدم پر چلنے لگتے ہیں۔بچوں پر اعتماد کر کے تربیت کرنا حضرت مسیح موعودؑ کا بھی یہی طریق تھا اور حضرت اماں جان کا بھی۔مثلاً اگر کوئی بات ہمارے بچپن میں کسی کی ہوتی،تو آپ وثوق سے کہتیں''میرے بچے جھوٹ نہیں بولتے''اور یہ بات ہمارے دلوں میں اتنی گڑ گئی تھی کہ مجھے بچپن کا اپنا تاثر یاد ہے کہ جھوٹ تو خیر ہم نے بولنا ہی نہ ہوا، یہ بات (گویا) ہمارے کرنے کی ہے ہی نہیں۔

یہی سلوک اور طرز حضرت مسیح موعودؑ کا تھا آپ کبھی بے اعتباری کی یا شک کی بات نہ کرتے تھے،بچوں پر یقین رکھتے تھے یعنی اعتماد ظاہر فرماتے اور اس اعتماد کی شرم نہ تو آپ کی مرضی کے خلاف کوئی بات کرنے دیتی اور کوئی بات آپ سے پوشیدہ رکھنے کو دل چاہتا۔جو بات کہو آپ غور سے سنتے،جیسے کسی بڑے معتبر آدمی کی سنتے ہیں۔خواب مجھ سے آپ اکثر پوچھتے بھی،اور خود سناتی،جب بھی سرسری کبھی نہیں سنا کہ بچہ کی بات ہے بلکہ بڑی توجہ فرما کر سنا اور تعبیر سنا کر دل کو خوش بھی کیا۔کوئی ظاہراً پورا کر دینے کا پہلو ہوا،تو اس کو ضرور اسی صورت میں پورا کیا۔غرض بچہ کو نیک بات کی نصیحت کرنا اور اس کے کاموں پر اس طرح نظر رکھنا کہ ہر وقت کی نکتہ چینی،شک شبہ روک ٹوک تو نہ ہو،مگر خبردار ضرور رہیں آپ۔اور بچہ پر بڑی حد تک اعتبار کر کے اس میں خود اپنے افعال کی غیرت اور ذمہ داری پیدا کر دینا،کوئی بات ہو تو الگ سمجھا دینا زیادہ بہتر ہے بہ نسبت ہر وقت کی بر سر عام گھر کی جھڑکی سے

بے غیرت بنانے کے۔ نیز حضرت اماں جان فرمایا کرتی تھی بچہ کو یونہی ہر وقت نہ کہو سنو، مگر جب کہو تو ضرور وہ بات کروا کر چھوڑو تا کہ فرمانبرداری کی عادت پڑے لیکن ہر وقت تنگ نہ کرو۔

فقط......مبارکہ

(مصباح دسمبر جنوری 62-1961 صفحہ 15,16)

تشحیذ الاذہان کے ذریعے آپ نے پیغام دیا۔ کہ

پیارے بچو!

ذرا سنو! تم سے بس دو باتیں کہنا ہیں۔ زیادہ وقت نہیں لوں گی، تم چھوٹے ہو بے شک مگر دعا کرنا صرف بڑوں کا حق نہیں اس نعمت سے سبھی فائدہ اٹھانے کے حق دار ہیں۔ تو تم کیوں نہ اٹھاؤ؟ ابھی سے دعاؤں کی عادت ڈالو۔ اپنے اللہ میاں سے اپنے لئے دین و دنیا کی ہر خیر مانگو۔ نیک قسمت مانگو اور دعا کیا کرو کہ مولا ہر دھوکے اور فتنہ سے بچانا۔ ہمیں شیطان کے پھندے میں نہ پھنسنے دینا۔ ہم صادق رہیں، نیک رہیں، ہمیشہ صادقوں کے ساتھ رہیں خلافت سے وابستہ رہیں زندگی کی ہر راہ پر تو ہی ہمارا دستگیر بن جا اور رہنمائی فرما۔

جب میں چھوٹی تھی، تو حضرت مسیح موعودؑ نے کئی بار فرمایا کہ ''میرے ایک کام کے لئے دعا کرو یاد دعا کرنا۔ ذرا غور کرو! کہاں وہ ہستی برگزیدہ عالیشان اور کہاں میں؟ مگر آپ مجھے دعا کو کہتے! یہ اس لئے ہوتا تھا کہ بچوں کے ذہن نشین ہو جائے کہ ہم نے بھی دعائیں کرنی ہیں اور تا دعاؤں کی عادت پڑے اور بچے جان لیں کہ اللہ کا در رحمت کھلا ہے۔ مانگو گے تو پاؤ گے۔ یہ آپ کی تربیت تھی دعا کے متعلق''۔

اسی طرح حضرت خلیفہ اولؓ (اللہ تعالیٰ کی ہزاروں رحمتیں آپ کی روح اقدس پر ہوں) بڑے پیار سے فرماتے کہ:

''میرے لئے دعا کرتی ہو؟''

''میرے لئے بھی دعا ضرور کیا کرو!''

غرض یہ سب باتیں اس لیے تھیں کہ دعا کی اہمیت دل میں جا گزیں ہو جائے۔ نیز خاص تاکید سے حضرت خلیفہ اوّلؓ بار بار مجھے فرماتے کہ:۔

''دیکھو! اللہ تعالیٰ کے سامنے کوئی شرم نہیں تم چھوٹی ضرور ہو مگر خدا سے دعا کرتی رہا کرو کہ اللہ تعالیٰ مبارک اور نیک جوڑا دے۔''

یہ بات میرے ساتھ پڑھنے والی دوسری لڑکیوں سے بھی اکثر کہی کہ:۔ ابھی سے چپکے چپکے دعائیں کرتی رہا کرو کہ اللہ تم کو نیک جوڑے بخشے۔ بالکل نہ شرمانا، اپنے خدا سے ہرگز نہیں شرماتے، اسی سے تو سب کچھ مانگنا ہے پس لڑکے بھی اور لڑکیاں بھی یہ دعا ضرور کیا کریں۔ مگر یہ دعائیں اس لیے ہیں کہ بچے اپنی آئندہ زندگی کے لئے خزانے جمع کریں۔ کہیں نیک جوڑا مانگتے مانگتے ابھی خیالی پلاؤ پکانے نہ شروع کر دینا! ابھی ہرگز تمہاری شادی وادی نہیں ہو سکتی، ابھی تم نے قابل بننا ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ

دوسری ایک بات یہ کہ شیطان کوئی جن بھوت تو نہیں کہ خاص طور پر تم کو ڈرانے آئے گا اور تم بھاگو گے سرپٹ۔ وہ تو ہر وقت آس پاس لگا لپٹا پڑا پھرتا ہے تم کو پتا بھی نہیں لگ سکتا اگر تم سمجھ سے کام نہ لو تو وہ بچہ بھی بن سکتا ہے بہت لڑکے لڑکیاں شیطان ہوتے ہیں، تم دوست سمجھو گے۔ سہیلیاں جانو گے اور پیار پیار میں زہر کا ٹیکہ تمہاری رگوں میں گھونپ دے گا۔ بری

صحبت سے بچو۔ برے دوستوں کو چھوڑ دو۔

اس کی پہچان کا ایک موٹا گر، فی الحال یاد رکھو کہ جس بات کو تم اپنے والدین یا بزرگوں کے سامنے نہ کر سکو، وہ گناہ ہے وہ زہر ہے۔ جس بات کو تم ان کو بتاتے رکو یا شرماؤ، وہ ٹھیک نہیں جب کوئی تم کو (لڑکا، لڑکی بلکہ بڑی عمر کا معقول آدمی بھی شیطان بن کر آسکتا ہے) ایسی بات سکھائے یا بتلائے جو وہ تمہارے بزرگوں کے سامنے نہیں کہہ سکتا، تو اس سے دور بھاگو اور ہر بات بری بھلی جو سنو، ضرور اس کا ذکر اپنے ماں باپ سے کر دو مگر ہر ایک سے نہیں کہتے پھرنا۔ ماں باپ سے ذکر کرنے سے تم شیطان کے رعب سے نکل آؤ گے اور تمہارے دل کو تقویت ہو گی اور تم چونکہ بچے ہو، شیطانی لوگ شکایت کر کے مفت کا دباؤ اور ڈر جو بٹھانا چاہتے ہیں وہ تمہارے دل سے نکل جائے گا اور تمہارے والدین عقلمندی اور خاموشی سے خود نگران بھی رہیں گے اس طرح تم کو بڑا سہارا ہو جائے گا۔

تم خود بھی دوسروں کیلئے نیک نمونہ بنو۔ گندی گالیاں، بازاری لوگوں سے بعض بچے سیکھ لیتے ہیں اور اس زبان کے گند سے دل میں گند پیدا ہو کر برائی پھیلتی ہے۔ کبھی ایسی بات لبوں تک نہ آنے دو۔ اچھے بچے بنو اور ہم جولیوں کو اچھے بننے میں مدد دو۔

اچھا خدا حافظ و ناصر

مبارکہ

(از تشحیذ الاذہان مئی 1962)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

کر۔ نہ کر

(حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیلؓ)

بے دلائل، بے حوالہ، بے سند
ہیں یہ سب باتیں مگر ہیں مستند

اے خاتون! تُو حدِ اعتدال سے زیادہ زیب و زینت نہ کر۔

اے خاتون! تُو نامحرم مرد کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھ۔

اے خاتون! تُو نامحرم مردوں کو بغیر اپنے خاوند کی اجازت کے گھر میں نہ آنے دے۔ تُو آنکھیں بند کر کے یا مٹکا کر باتیں کرنے کی عادت نہ ڈال۔

اے خاتون! تُو نامحرم کے روبرو اپنی زینت کو ظاہر نہ کر۔ تُو اپنے بچوں کو بُری باتوں سے روک، اچھی باتوں کی ترغیب دے۔

اے خاتون! تُو کسی نامحرم سے مصافحہ نہ کر۔

اے خاتون! تُو مغربی عورتوں کی نقل میں اپنے بال نہ کٹوا۔ تُو لڑکیوں کی پیدائش پر بُرا نہ منا، کیونکہ وہ بھی دنیا کے لئے ایسی ہی ضروری ہیں جیسے لڑکے۔ تیرا سلوک اپنے لڑکے اور لڑکیوں سے برابر کا ہو۔

اے خاتون! تیرے کپڑے اتنے چست نہ ہوں کہ بدن کی بناوٹ اُن میں سے معلوم ہو۔

اے خاتون! تیرے کپڑے اتنے باریک نہ ہوں کہ ان میں سے تیرا بدن بے پردہ نظر آئے۔

اے خاتون! تُو گھر میں بھی اپنا سینہ اور سر دوپٹہ سے ڈھانک کر رکھ کہ یہ تیری حیا کے قیام کا باعث ہے۔

اے خاتون! تو اپنی زینت ڈھانکنے کے لئے ایسا برقع نہ بنا جو بجائے خود زینت ہو۔ کیونکہ برقع زینت چھپانے کے لئے ہے نہ کہ خود زینت بننے کے لئے۔ (مرسلہ۔ نرگس ظفر صاحبہ)

نعتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

اس کی تعریف میں پکڑا ہے قلم میں نے آج
جس کو حاجت نہیں مِدحت کوئی اس کی لکھے

وہ محمدؐ ہے ، خدا خود ہے ثناء خواں اس کا
نقش تعریف کے سب ذات سے اسؐ کی ابھرے

عالمِ قدس میں جاری ہے سدا اسؐ کا بیاں
ذرے ذرے کی زباں اسؐ کی ثنا میں بولے

جس کی تخلیق کی خاطر بنے یہ کون و مکاں
اسؐ کی توصیف کا حق کیسے ادا ہو مجھ سے

باعثِ فخر ہے اُس ذات کی مدحت کہنا
ایک اک لفظ سعادت ہے جو منہ سے نکلے

جس کو توفیق ملے اِس کی، ہے احسانِ خدا
تحفہء نظرِ کرم ہے جسے چاہے، دے دے

میں نے سوچا کہ لکھوں میں بھی کوئی نعتِ نبیؐ
لاؤں وہ لفظ کہاں سے جو کوئی بات بنے

تیرے محبوبؐ کی دن رات میں نعتیں لکھوں
اپنے راشدؔ کو خدایا یہ سعادت دے دے

(بشکریہ جناب مولانا عطاء المجیب راشدؔ از لندن)

خلافت اور اس کی برکات

جس قوم کا امام نہیں وہ مردہ ہے اس کے اندر روح نہیں

آج سے ۷۷ برس قبل کی ایک تحریر

از قلم: محترمہ سعیدہ صادق صاحبہ مرحومہ اہلیہ محترم عبد السلام صاحب مرحوم

(تعارف! محترمہ سعیدہ صادق صاحبہ حضرت مسیح موعودؑ کے رفیق حضرت مفتی محمد صادق صاحب مرحوم کی بیٹی اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی بہو تھیں)۔

''اپنی بہنوں کی خدمت میں آج میں اپنے ایک ایسے عقیدہ کے فوائد و برکات بیان کروں گی جو وقت کا سب سے اہم اور ضروری مسئلہ ہے۔ بہنو! یقیناً آپ اس عیاں حقیقت سے بے خبر نہ ہوں گی کہ کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی بامِ رفعت پر جلوہ گر ہونا اس کے لئے ناممکن ہے جب تک کسی نظام کی سلک سے منسلک نہ ہو اور اس کے اعمال کا انصرام کسی انتظام پر مبنی نہ ہو۔ ارتقاء کی منازل وہی قوم طے کرے گی جو اس امر سے آگاہ ہو کر اس کے لئے کوشش کرنا اپنا شعار اور نصب العین قرار دے گی۔

میں نظام کے فوائد پر زیادہ زور نہ دیتے ہوئے اپنی بہنوں کو یہ بتلانا چاہتی ہوں کہ کوئی تنظیم مکمل نہیں ہو سکتی جب تک لوگوں کی توجہ کو مرکوز کرنے کے لئے ایک خاص نقطہء نظر مرکزی نہ ہو۔ اور وہ ایسا وجود ہونا چاہیئے جس کے صادر کردہ احکام قابلِ تعظیم اور سزاوار تکمیل سمجھے جاویں۔ وہ قوم کی آراء کا منتہا ہو اور ان کا راہنما ایسے ہی منصب کو خلافت سے تعبیر کیا جاتا ہے اور خلیفہ ہی وہ وجود ہے جس کے اوامر کا امتثال ضروری اور لازمی قرار دیا جاتا ہے اور وہی تنظیم کو قائم رکھ سکتا ہے کیونکہ ''خلیفہ نام ہے اس نظام کی آخری کڑی کا جو مختلف افراد کو ایک لڑی میں پرونے والی ہوتی ہے''

خلیفہ خدا کا ہاتھ ہے کہ جو قوم کو زندہ کرنے والا اور اُسے تھامے ہوتا ہے وہ قوم کا حقیقی ہمدرد اور اپنے قلب میں اس کے لئے سچی تڑپ رکھنے والا ہوتا ہے جماعت کے حق میں اس کے دل سے نکلی ہوئی دعائیں فلک کے تمام پردوں کو چاک کر کے اور سب روکوں کو دور کر کے بارگاہِ ایزدی میں شرفِ قبولیت حاصل کرتی ہیں وہ دنیا میں خدا کی قدرتوں کا زندہ نشان ہوتا ہے کہ جس سے اس کی ہستی کا پتہ چلتا ہے۔ اللہ اس پر ترقی کی راہوں کو کھولتا ہے اور اس کے دل میں ان تمام راستوں کا الہام کرتا ہے جن پر وہ قوم کو چلاتا ہے اور اس کی حقیقی راہنمائی کرتا ہے۔ وہ ایک ایسی بیٹری ہوتا ہے کہ جس کے ساتھ اس متبعین کے قلوب کے تار اُلجھے ہوتے ہیں وہ ان میں روحانی قوت کو پیدا کرتا ہے اور انہیں روحانیت کی روشنی سے منور کرتا ہے اور ان کے خیالات کو،

وساوس کو پاک اور نفوس کا تزکیہ کرتا ہے گویا اس کا وجود زندگی کی علامت ہے اور حیات ملّی کا ثبوت ہے۔

"جس قوم کا امام نہیں وہ مردہ ہے اس کے اندر روح نہیں"

اور یقین جانو کہ ایسی قوم بجائے ترقی کے دن بدن تنزل کے راستوں پر گامزن ہو کر ذلّت کی اتھاہ گہرائیوں میں گر جائے گی۔ عالم اسلام کی موجودہ نکبت و ادبار کی وجوہات میں سے ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ وہ آج کسی ایسی منظّم جماعت کی صورت میں نہیں جس کا ایک واجب الاطاعت امیر ہو۔ ان کی مثال بعینہٖ ایک سپاہ کی ہے جس کا کوئی کمانڈر نہیں، نہ سالار ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسی قوم کامیاب و غالب ہونے کی بجائے ہمیشہ ناکام ہوتی ہے جب تک مسلمان ایک نظام کے ماتحت رہے فتح و نصرت کا سہرا ان کے سروں پر لہراتا رہا وہ آسمان پر آفتاب و ماہتاب ہو کر چمکے مگر جونہی انہوں نے خودسری اختیار کی خدا کی مدد سے محروم ہو گئے اور ضلالت نے ان کو چاروں طرف سے آگھیرا۔ انتشار اور پراگندگی دنیا میں ایسے ہی بدنتائج کا موجب ہوتی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے "يد الله على الجماعة" کے مختصر مگر جامع اور پر حکمت الفاظ بیان فرما کر اسلام کے پیروکاروں کو اسی اصل کی طرف توجہ دلائی اور ایک دوسرے موقع پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ "جب کبھی تم سفر کرنے لگو تو ایک کو اپنا امیر مقرر کر لیا کرو" مگر افسوس کہ مسلمانوں نے جہاں دیگر احکامات سے بے رغبتی بے اعتنائی برتی اسی طرح اس سے بھی غفلت کا اظہار کیا جس کا بھیانک اور خوفناک نتیجہ آج ہمارے سامنے ہے"۔

(از مصباح یکم اگست ۱۹۲۹ء) بحوالہ مصباح مئی ۱۹۹۷ء

"یاد رکھو کہ نری زیارتوں سے کچھ نہیں ہوتا"

"اصل مقصد سچی اتّباع ہے"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں!

"جو شخص بیعت میں داخل ہوتا ہے اُس کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان مقاصد کو مدنظر رکھے جو بیعت سے ہیں۔

یہ امور کہ آنحضرت ﷺ کی زیارت ہو جاوے اصل منشا اور مدعا سے دور ہیں۔۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ شخص بڑا ہی بدبخت ہے اور اُس کی کچھ بھی قدر اللہ تعالیٰ کے حضور نہیں، جس نے گو سارے انبیاء علیہم السلام کی زیارت کی ہو۔ مگر وہ سچا اخلاص و وفاداری اور خدا تعالیٰ پر سچا ایمان۔ خشیت اللہ اور تقویٰ اُس کے دل میں نہ ہو۔

پس یاد رکھو کہ نری زیارتوں سے کچھ نہیں ہوتا۔ خدا تعالیٰ نے جو پہلی دعا سکھلائی ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کا اصل مقصود زیارت ہوتا تو وہ اِهْدِنَا کی جگہ اَرِنَا صُوَرَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کی دعا کی تعلیم فرماتا، جو نہیں کیا گیا۔

رسول اللہ ﷺ کی عملی زندگی میں دیکھ لو کہ آپ نے کبھی یہ خواہش نہیں کی کہ مجھے ابراہیم علیہ السلام کی زیارت ہو جاوے۔ گو آپ کو معراج میں سب کی زیارت بھی ہو گئی، پس یہ امر مقصود بالذات ہرگز نہیں ہونا چاہیئے۔ اصل مقصد سچی اتباع ہے"۔

(الحکم ۱۷ اگست ۱۹۰۲ء صفحہ ۷۔۸)

(از تفسیر سورۃ فاتحہ ۲۸۴)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

"نئی نسل کی تربیت کریں ۔ گھروں کو سلیقے سے سنواریں تقویٰ کی راہوں پر چلیں اور اپنے مقام کو سمجھیں"

ازافاضات سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

جلسہ سالانہ ہالینڈ کے دوسرے دن 5 جون 2004ء کو حضور انور نے مستورات سے خطاب فرمایا آپ نے فرمایا کہ " آج میں خواتین کو چند باتوں کی طرف مختصر توجہ دلاؤں گا۔ کیوں کہ دینی معاشرے میں مردوں اور عورتوں کا اپنا اپنا کردار ہے۔ اس لئے اسلام نے عورت کے حقوق و فرائض کی ادائیگی کی بھی تلقین فرمائی ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے جس طرح کھول کر قرآنی تعلیم کی روشنی میں حقوق و فرائض کے بارے میں بیان فرمایا ہے۔ اگر عورتیں اپنی ذمہ داری کو سمجھیں تو احمدیت کے اندر ہمیشہ حسین معاشرہ قائم ہوتا چلا جائے گا۔ جس کا اثر گلی گلی شہر شہر ملک ملک پر ظاہر ہوگا۔ اور وہ انقلاب جو حضرت مسیح موعودؑ پیدا کرنا چاہتے تھے تبھی ہوگا جب احمدی عورت اپنی ذمہ داریوں، اپنے فرائض اور مقام کو سمجھ لے۔

وہ ذمہ داریاں کیا ہیں؟ پہلی بات یہ ہے کہ نئی نسل کی تربیت کی ذمہ داری ماؤں پر عائد ہوتی ہے اس لئے بچے کی پیدائش سے پہلے دعائیں شروع کر دینی چاہئے۔ کہ بچہ نیک ہو۔ صالح اور خدا کے نام کی سربلندی کیلئے کوشاں رہنے والا اور عبادت گزار ہو۔ اس طرح مائیں خود بھی نیک ہوں گی اور احساس ذمہ داری کے ساتھ اپنا عمل بھی درست کر رہی ہوں گی اور قول و فعل میں تضاد نہ ہوگا۔ صحیح تربیت کیلئے ضروری ہے کہ مستقلاً دعائیں کی جائیں اور بچے کی پیدائش کے بعد دعا سے رک نہیں جانا چاہئے۔ مجھے امید ہے کہ اس بنیادی نکتہ کو سمجھتے ہوئے آپ کبھی دعاؤں سے غافل نہیں ہوں گی۔ یورپ کا دنیاداری کا ماحول کبھی آپ کو اپنے خدا سے غافل کرنے والا نہیں ہوگا۔ معاشرے کی اچھی روایات جو قرآنی تعلیم کے مطابق ہوں وہ مؤمنوں کی گمشدہ چیز ہے۔ لیکن ہر روایت اپنانے والی نہیں ہوتی۔ عورت اپنے گھر کی نگران ہے اور یہ نگرانی بچوں کی تربیت سے لے کر گھر کے امور چلانے سب پر حاوی ہے۔ آپ خاوندوں کی کمائی کا بہترین مصرف کرنے والی ہوں گی ۔ اپنی اولادوں کی تربیت کا خیال رکھیں گی ۔ خاوندوں سے ایسے مطالبے نہ ہوں کہ وہ قرض لینے پر مجبور ہو جائیں۔ اس لئے اپنے گھروں کو سلیقے سے سنواریں اور جنت نظیر بنائیں اپنے مقام کو سمجھیں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ " جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنی نسلوں کی اٹھان ایسے نیک اور پاک ماحول میں کریں کہ وہ اللہ کی طرف جھکنے والی ہوں اور اس کی نیکی کو دیکھتے ہوئے دنیا بھی کہے کہ اس بچے کو اس کی ماں نے واقعی جنت میں ڈال دیا ہے۔"

حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ " تقویٰ اختیار کرو۔ دنیا اور اس کی زینت سے بہت دل مت لگاؤ۔ قومی فخر مت کرو۔ خاوندوں سے وہ تقاضے نہ کرو جو ان کی حیثیت سے باہر ہوں۔ کوشش کرو کہ تا تم معصوم اور پاکدامن ہونے کی حالت میں قبروں میں داخل ہو۔ خدا کے فرائض نماز، زکوٰۃ وغیرہ میں سستی مت کرو۔ خاوندوں کی

دل و جان سے مطیع رہو۔ ان کی اطاعت کرتی رہو۔ بہت سا حصہ ان کی عزت کا تمہارے ہاتھ میں ہے سوتم اپنی ذمہ داری کو ایسی عمدگی سے ادا کرو کہ خدا کے نزدیک صالحات قانتات لکھی جاؤ۔ تقویٰ کے بہت سے اجزاء ہیں عُجب، خود پسندی، مال حرام سے پرہیز اور بد اخلاقی سے بچنا تقویٰ ہے''۔

حضور انور نے فرمایا کہ ''عُجب سے مراد غرور اور تکبر ہے جس سے خود پسندی پیدا ہوتی ہے اگر آپ چاہتی ہیں کہ آپ کو خدا کا پیار حاصل ہو تو ان دنیاداری کی باتوں کو چھوڑ دیں۔ حقیقی تقویٰ کی راہوں پر چلیں خود غرضی اور تکبر سے بچیں۔ خاندانی وجاہت اور مال و دولت آپ کو اس بیماری میں مبتلا نہ کرے۔ اگر نہیں بچیں گی تو یہی حرکات آپ کو بد اخلاقیوں اور بدیوں کے گڑھوں میں دھکیلتی چلی جائیں گی پھر آپ کا بیعت کا مقصد بھی ختم ہو جائے گا''۔ حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ ''ایسا شخص مجھ سے کاٹا جائے گا''۔ پس دعائیں کرتے ہوئے اللہ کے حضور جھکنے والی بنیں اپنی نسلوں کی تربیت کرنے والی بنیں۔ اپنی دوسری احمدی بہنوں کو بھی بہنیں سمجھیں ان کی عزت و احترام کریں۔ اپنے دلوں کو جوڑیں، کبھی ایک دوسرے کی ٹانگ کھینچنے کی کوشش نہ کریں۔ بعضوں کی عادت ہوتی ہے کہ کسی طرح دوسرے کی برائی کو اچھالا جائے۔ کبھی کسی کی برائی کو نہیں اچھالنا چاہئے بلکہ پردہ پوشی کرنی چاہئے۔ آج کل آپ یہاں جلسے پر آئی ہوئی ہیں یہ خالصتاً دینی اجتماع ہے۔ ایک بہت بڑا مقصد ان جلسوں کا یہ ہے کہ اپنی روحانیت میں اضافہ کرنا ہے۔ قرآن و حدیث کی باتیں سننا اور عبادت کی طرف زیادہ توجہ پیدا کرنا ہے۔ اپنے بہن بھائیوں سے ملنا ہے جن کو ملنے کے بعض دفعہ مواقع نہیں ملتے۔ اس لئے ان دنوں میں دنیاوی باتوں کو چھوڑ کر دعاؤں پر زور دیں اور خدا کی طرف جھکیں۔''

حضور انور نے آخر پر دعا کی کہ ''اللہ سب کو اس کی توفیق دے۔ اللہ کرے کہ آپ سب وہ مقصد حاصل کرنے والی ہوں جس کیلئے حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے ان جلسوں کا انعقاد فرمایا تھا اور ہم سب محض اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعودؑ کی دعاؤں کے وارث بنیں''۔ (الفضل ربوہ 11 جون 2004)

☆......☆......☆

''غضب اور حکمت دونوں جمع نہیں ہو سکتے''

''حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ: ''یاد رکھو جو شخص سختی کرتا اور غضب میں آجاتا ہے اس کی زبان سے معارف اور حکمت کی باتیں ہرگز نہیں نکل سکتیں۔ وہ دل حکمت کی باتوں سے محروم کیا جاتا ہے جو اپنے مقابل کے سامنے جلدی طیش میں آکر آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ گندہ ذہن اور بے لگام کے ہونٹ لطائف کے چشمہ سے بے نصیب اور محروم کئے جاتے ہیں۔ غضب اور حکمت دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔ جو مغلوب الغضب ہوتا ہے اس کی عقل موٹی اور فہم کند ہوتا ہے۔ اس کو کبھی کسی میدان میں غلبہ اور نصرت نہیں دیئے جاتے''۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 104 جدید ایڈیشن)

خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی 2008ء کا روحانی پروگرام

جماعت کی ترقی اور خلافت کے قیام و استحکام کے لئے

سیّدنا حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ 27 مئی 2005ء میں احباب جماعت کو درج ذیل دعاؤں کی تحریک فرمائی ھے کہ

احباب آئندہ تین سال یہ دعائیں کثرت سے پڑھیں۔

﴿سورۃ فاتحہ روزانہ سات بار پڑھیں﴾

☆......رَبَّنَا اَفرِ غْ عَلَيْنَا صَبْرًاوَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ-(11 بار)

اے اللہ ہم کو صبر دے اور ہمارے قدموں کو مضبوط کر دے اور ہماری مدد فرما کافر لوگوں کے مقابلہ میں

☆......رَبَّنَا لَاتُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْهَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ج اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابَ-(33 بار)

اے ہمارے رب نہ کج ہونے دیجیو ہمارے دل اس کے بعد کہ تو نے ہمیں ہدایت دی اور بخش ہمارے لئے اپنی جناب سے رحمت یقیناً تو بہت عطا کرنے والا ہے۔

☆......اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجعَلُكَ فِىْ نُحُوْرِ هِمْ وَ نَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ-(11 بار)

اے اللہ ہم کرتے ہیں تجھے مقابلہ میں ان کافروں کے اور پناہ مانگتے ہیں تیری انکی شرارتوں سے

☆......اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّىْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ-(33 بار)

میں اللہ کی بخشش مانگتا ہوں جو میرا رب ہے تمام گناہوں سے جو مجھ سے ہوئے ہیں اور میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

☆......سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّد-(33 بار)

اللہ تعالیٰ پاک ہے اپنی حمد کے ساتھ، اللہ تعالیٰ پاک ہے بڑی عظمت والا ہے۔ اے اللہ محمد ﷺ پر اور آپ ﷺ کی اولاد پر بڑی رحمتیں اور برکات نازل فرما۔

☆......درود شریف (33 بار)

☆......روزانہ 2 نوافل ادا کریں ☆...... ہر ماہ ایک نفلی روزہ رکھیں

نہیں محروم اس درگاہ سے کوئی

ہمارا فرض ہے کرنا دعا کا
پھر آگے وہ چاہے مانے نہ مانے
اگر مانے کرم اس کا ہے ورنہ
وہ جانے اور اس کا کام جانے
خدائے غیب داں جانتا ہے
کہ کیا ہیں نعمتیں اور تازیانے
دعائیں گو سبھی ہوتی ہیں منظور
یہ فرمایا حضور مصطفٰی نے
مگر مل جائے جو مانگا ہے تو نے
نہیں ٹھیکہ لیا اس کا خدا نے
کبھی ملتا ہے جو دنیا میں مانگو
کبھی عقبہ کے کھلتے ہیں خزانے
کبھی کوئی مصیبت دور ہو کر
بدل جاتے ہیں تلخی کے زمانے
عبادت بن کہ رہ جاتی ہیں اکثر
خدا اور اس کے بندے کو ملانے
کبھی مقصد بدل جاتا ہے مثلاً
بجائے زر پسر بھیجا خدا نے
مگر نقصان دہ ہو جو دعائیں
کرم اس کا ہے گر اس کو نہ مانے
نہیں محروم اس درگاہ سے کوئی
کہ بخشش کے ہیں ہزاروں بہانے

(انتخاب کلام از حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب)

عہدے داران کو اپنے فرائض ادا کرتے وقت کن امُور کا خیال رکھنا چاہیئے؟

"زبان کا زیان خطرناک ہے اس لئے متقی اپنی زبان کو بہت ہی قابو میں رکھتا ہے۔اس کے منہ سے کوئی ایسی بات نہیں نکلتی جو تقویٰ کے خلاف ہو۔پس تم اپنی زبان پر حکومت کرو نہ یہ کہ زبانیں تم پر حکومت کریں اور اناپ شناپ بولتے رہو۔" (ملفوظات جلد اوّل ص ۲۸۰)

لجنہ اماء اللہ جرمنی کی مجلسِ شوریٰ 2005 کے موقع پر مکرم جناب مولانا حیدر علی ظفر صاحب مشنری انچارج جماعت جرمنی نے خواتین سے مخاطب ہوتے ہوئے نہایت پُر اثر اور قیمتی نصائح سے نوازا۔آپ کے اس خطاب کا متن درج ذیل ہے۔

"معزّز خواتین! اس وقت اکثریت ان خواتین کی ہے جو پہلے ہی عہدیدار ہیں۔کچھ نمائندہ منتخب ہو کر آئی ہیں۔میں عہدیداروں کو کس طرح کام کرنا چاہیئے؟ کیا نمونہ اور کیا طریق کار ہونا چاہیئے؟ کے سلسلے میں کچھ تربیتی باتیں کہنا چاہتا ہوں تا کہ آپ سارا سال اپنے فرائض کو احسن رنگ میں ادا کر سکیں اور مقبول خدمتِ دین کی توفیق پائیں۔عہدیداروں کو سب کے لئے نمونہ ہونا چاہیئے یہ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ قرآن نے بیان کیا ہے لِمَ تقولون ما لا تفعلون یعنی تم دوسروں کو وہ کام کیوں کہتے ہو جس پر خود عمل نہیں کرتے۔اگر وہ خود عمل نہیں کرتا تو بے کار ہے اس لئے کہ جن کو کہا جاتا ہے وہ کہتے ہیں کہ اگر اتنی اچھی بات ہے تو خود عمل کیوں نہیں؟ انبیاء خود بھی عمل کر کے دکھاتے ہیں اور عام مومنوں سے بھی اس کا تقاضا کیا جاتا ہے۔یہ کوئی مخصوص طبقہ مخاطب نہیں بلکہ عام مومن کے لئے نیک نمونہ بننا ضروری ہے تو عہدے پر فائز لوگوں کی ذمہ داری بڑھ جاتی ہے انہیں سرتا پا نیک نمونہ ہونا چاہیئے۔عہدیداروں کو یہ بتانے کیلئے ریفریشر کورس ہوتے ہیں سب سے بڑا ریفریشر کورس تو وہ ہے جب حضور اقدس براہِ راست مخاطب ہوتے ہیں۔نیشنل عاملہ ممبران، مربّیان اور نیشنل عاملہ لجنہ کی میٹنگز میں عہدیداروں کو کام کرنے کا سلیقہ اور طریقہ بتاتے ہیں۔خلفاء کی بتائی ہوئی باتیں خدا اور رسول ﷺ کے احکام کے مطابق ہیں۔ان کی جماعت کے قواعد کی روح کو سمجھتے ہوئے پابندی کی جائے ان میں کیا حکمت پوشیدہ ہے؟ اس کو بھی مدِنظر رکھا جائے۔اخلاق، امانت، ایفائے عہد، حسن ظنی جیسے اچھے اخلاق اپنائے جائیں، برے اخلاق چھوڑ دیں۔راز رکھنے کی اہمیت اور امانت کے معنی میں ایک اور اضافہ کر لیں کہ اگر کوئی بہن کسی سے مشورہ لیتی ہے کہ میری بچی کے طور طریقے درست نہیں تو یہ اس کے پاس امانت ہے۔ایک طرف تو اس کو مشورہ دیتی ہے اور دوسری طرف لوگوں

میں بیان کرتی پھرتی ہے کہ یہ نیک گھرانہ ہے اب تو ان کی بچیاں بھی بگڑ رہی ہیں۔ یہ امانت نہیں ہے وہ امانت جس کا تقاضا کیا جاتا ہے۔ ''جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہوتا ہے''۔ جس شخص سے مشورہ پوچھا جائے وہ اپنے آپ کو امین سمجھے۔ یعنی وہ یہ خیال کرے کہ جو بات مجھ سے پوچھی گئی ہے اس کی حیثیت امانت کی ہے۔ جس طرح امانت کی چیز اپنے پاس رکھنی چاہئے اور کسی اور کو دینی جائز نہیں۔ اسی طرح مشورہ والی بات مجھ تک رہنی چاہئے۔ کسی اور پر ظاہر نہ ہو۔ مثلاً ایک شخص نے زید سے مشورہ لیا۔ کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنے بیٹے کے رشتہ کی درخواست بکر کی لڑکی کے لئے کروں تو زید کا فرض ہے کہ وہ اس مشورہ کو کسی شخص پر ظاہر نہ کرے۔ ورنہ اگر وہ اس بات کو ظاہر کر دے گا تو ہوسکتا ہے کہ خالد اس بات کو سنتے ہی زید سے پہلے ہی بکر کو اپنے لڑکے کی طرف سے پیغام دے۔ اور اس طرح زید محروم ہو جائے اور یہ سب نتیجہ صرف اس لئے پیدا ہوگا۔ کہ زید نے اس مشورہ کی بات کو امانت نہ سمجھا اور ظاہر کر دیا۔ لیکن اگر وہ ظاہر نہ کرتا۔ تو زید پہلے پیغام دیتا اور ممکن تھا کہ بکر اسے قبول کر لیتا۔ اور اس طرح وہ اپنے لڑکے کے رشتہ سے محروم نہ رہتا۔ جس شخص سے کوئی مشورہ لے اس کا فرض ہے کہ وہ کسی پر ظاہر نہ کرے کہ مجھ سے فلاں شخص نے فلاں امر کے متعلق مشورہ لیا تھا۔ اسی طرح زید بکر سے مشورہ پوچھتا ہے کہ مجھے خالد نے بہت دکھ دیا ہے میں چاہتا ہوں کہ اس پر مقدمہ دائر کر دوں۔ بکر یہ بات خالد پر ظاہر کر دیتا ہے جس سے پیش بندی کر کے خالد زید کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اسی طرح ایک پولیس آفیسر اپنے ماتحتوں سے مشورہ کرتا ہے کہ فلاں ڈاکو کو کس طرح پکڑا جائے۔ ماتحتوں میں سے ایک شخص غلطی سے وہ گفتگو گھر میں دہراتا ہے۔ اس کے گھر کا نوکر اپنے دوستوں سے بیان کرتا ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ راز افشا ہو جاتا ہے اور وہ ڈاکو نہیں پکڑا جا سکتا۔ اسی طرح ایک بادشاہ اپنے وزراء سے بعض اہم ملکی معاملات میں مشورہ لیتا ہے۔ ایک وزیر اپنی طبیعت کی کمزوری کی وجہ سے وہ راز اپنی بیوی سے کہہ دیتا ہے۔ وہ بیوی غیر ملکی ہے وہ اپنے ملک کے سفیر سے ذکر کرتی ہے اور اس طرح بادشاہ کا راز غیر ملک کے بادشاہ تک جا پہنچتا ہے۔ جس سے بادشاہ نقصان اٹھاتا ہے۔ غرض یہ حدیث تمام دوستوں کو دوستوں کے اور تمام ماتحتوں کو افسروں کے مشورہ کی باتیں دوسروں پر ظاہر کرنے سے روکتی ہے۔ ۲۔ دوسری بات جو اس حدیث سے معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ جس سے مشورہ لیا جائے اس کی حیثیت امین کی ہوتی جس طرح امین امانت میں تغیر و تبدل نہیں کرسکتا اور خیانت کے طریق سے اسے ہماری شریعت روکتی ہے یہی حال اس کا ہے جس سے مشورہ لیا جائے۔ وہ جو مشورہ دے صحیح دے۔ یہ نہیں کہ مشورہ پوچھنے والے کی ہاں میں ہاں ملاتا جائے۔ ''جس سے مشورہ پوچھا جائے وہ امین ہوتا ہے''۔ اس لئے تیرا فرض ہے کہ تو حق امانت ادا کرے اور ٹھیک ٹھیک مشورہ دے۔ پس دوسری بات جو اس حدیث سے نکلتی ہے وہ یہ ہے کہ جس سے مشورہ لیا جائے جو بات اس کی رائے میں صحیح ہو وہ ظاہر کر دے اب خواہ وہ مانے یا نہ مانے اور عمل کرے یا نہ کرے (الفضل ۲ فروری ۱۹۴۱) ماہنامہ خالد ربوہ ستمبر ۲۰۰۵

مشورہ لینا اور دینا درست اور صحیح ہو۔ تنظیم کے لحاظ سے کسی کو

عہدیدار بنانا ہے تو مشورہ کرنا ہے۔ اگر آپ کی نظر میں وہ عورت موزوں نہیں اس کو صاف کہہ دیں۔ اس کی ہاں میں ہاں ملا کر اسکو سپورٹ کریں یہ غلط ہے۔ راز داری رکھنا عہدیدار کے لئے بہت ضروری ہے۔ آپ کے پاس جو مسئلے آتے ہیں اس کا مسئلہ تو حل نہیں ہوتا مگر دوسروں میں ساری بات پھیلی ہوتی ہے اسے میں ایک مثال سے واضح کروں گا۔ ایک بادشاہ کو تین مورتیاں ملیں جو بالکل ایک جیسی تھیں۔ ان کی شکل وصورت اور وزن بالکل ایک ہی تھا بادشاہ نے اپنے وزیروں کو بلایا اور ان سے پوچھا کہ بتاؤ ان میں سے بہتر مورتی کون سی ہے۔ بڑے عرصہ تک وزراء اسی معاملہ پر غور کرتے رہے لیکن کسی نتیجہ پر نہ پہنچ سکے 'بادشاہ نے اپنی مملکت میں اعلان کیا کہ جو کوئی مجھے یہ بتائے گا کہ ان میں سے بہتر مورتی کون سی ہے اسے انعام دیا جائے گا۔ بہت سے لوگوں نے مورتیاں دیکھیں لیکن کوئی بھی یہ نہ بتا سکا کہ کون سی مورتی بہترین ہے بادشاہ ناامید ہو گیا اور افسوس کرنے لگا کہ میں اتنے بڑے ملک کا بادشاہ ہوں اور میری مملکت میں کوئی ایسا ذہین آدمی نہیں جو یہ بتا سکے کہ ان مورتیوں میں کیا فرق اور کون سی مورتی بہتر ہے ایکدن ایک نوجوان نے جو قید کی سزا بھگت رہا تھا اس عزم کا اظہار کیا کہ اگر اسے مورتیاں دکھائی جائیں تو وہ بتا سکتا ہے کہ ان میں کیا فرق ہے؟ چنانچہ اس نوجوان کو موقع دیا گیا اس نوجوان نے مورتیوں کا بغور جائزہ لیا تو اسے ہر مورتی کے کان میں سوراخ نظر آیا۔ اس نے چاندی کی ایک تار لی اور ایک مورتی کے کان میں ڈالی تو وہ اس کے دوسرے کان سے باہر آ گئی۔ پھر اس نے دوسری مورتی کے کان میں وہ تار ڈالی تو وہ اس کے منہ سے باہر آئی۔ پھر اس نے تیسری مورتی کے کان میں تار ڈالی تو وہ مورتی کی ناف سے باہر آئی۔ نوجوان کو سارا معاملہ سمجھ آ گیا۔ وہ بادشاہ کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ یہ مورتیاں انسان کی تین اقسام کو ظاہر کرتی ہیں۔ پہلی مورتی جس کے دوسرے کان سے تار باہر نکلی ہے یہ ظاہر کرتی ہے ایسے انسان دنیا میں پائے جاتے ہیں جو بات ایک کان سے سنتے ہیں اور دوسرے سے نکال دیتے ہیں ۔ دوسری مورتی جس کے منہ سے تار باہر نکلی ہے یہ ظاہر کرتی ہے کہ دنیا میں ایسے انسان بھی ہیں جو بات سن کر آگے بیان کرنے میں دیر نہیں لگاتے۔ تیسری مورتی جس کی ناف سے تار باہر نکلی ہے ایسے انسانوں کے متعلق بتاتی ہے جو بات کو خوب سمجھتے ہیں اور فوراً آگے بیان کرنے کی بجائے راز والی باتوں کو اپنے پیٹ میں دفن کر دیتے ہیں۔ اے بادشاہ سلامت اب آپ خود فیصلہ کرلیں کہ بہترین مورتی کون سی۔ بادشاہ اس جواب سے بہت خوش ہوا اسے انعام واکرام سے نوازا اور اپنا مشیر خاص مقرر کر لیا ۔ تو جو راز کی بات ہے اسے ہضم کر لیں اگر ضرورت ہے بیان کرنے کی تو پھر بتائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ "خدا نے تعلیم دی ہے کہ زبان کو سنبھال کر رکھا جائے اور بے معنی، بیہودہ، بے موقع غیر ضروری باتوں سے احتراز کیا جائے ۔۔۔ اپنی زبان پر حکومت کرو زبان سے ہی انسان تقویٰ سے دور چلا جاتا ہے۔ زبان سے تکبر کر لیتا ہے اور زبان سے ہی فرعونی صفات آجاتی ہیں اور اسی زبان کی وجہ سے پوشیدہ اعمال کو ریا کاری سے بدل لیتا ہے اور زبان کا زیاں بہت جلد پیدا ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص ناف کے نیچے کے عضو اور

زبان کو شر سے بچاتا ہے اس کی بہشت کا ذمہ دار میں ہوں۔ حرام خوری اس قدر نقصان نہیں پہنچاتی جیسے قول زُور۔ اس سے کوئی یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ حرام خوری اچھی چیز ہے یہ سخت غلطی ہے اگر کوئی ایسے سمجھے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص جو اضطراراً سؤر کھالے تو یہ امر دیگر ہے۔ لیکن وہ اپنی زبان سے خنزیر کا فتویٰ دیدے تو وہ (دین) سے دور نکل جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حرام کو حلال ٹھہراتا ہے غرض اس سے معلوم ہوا کہ زبان کا زیان خطرناک ہے اس لئے متقی اپنی زبان کو بہت ہی قابو میں رکھتا ہے۔ اس کے منہ سے کوئی ایسی بات نہیں نکلتی جو تقویٰ کے خلاف ہو۔ پس تم اپنی زبان پر حکومت کرو نہ یہ کہ زبانیں تم پر حکومت کریں اور اناپ شناپ بولتے رہو۔ (ملفوظات جلد اول ص ۲۸۰) اب میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے بتائے گئے پانچ بنیادی اخلاق میں سے نرم اور پاک زبان کے استعمال کے متعلق کچھ کہوں گا۔ نرمی کے ساتھ گفتگو کرنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا ایک فرمان ہے کہ ''دیکھو نرمی ایسی ضروری چیز ہے کہ خدا تعالیٰ نبی کو کہتا ہے قُولَا لَهُ قَوْلًا لَّيِّنًا (طٰہٰ ۴۵) فرعون تمہیں گالیاں دے گا تم پر سختی کرے گا مگر تم اس سے نرم نرم باتیں کرنا۔ یہ انہیں اس لئے کہا گیا کہ وہ فرعون کے سامنے بطور نمونہ تھے اگر وہ ہی سختی کرتے اور درشتی سے پیش آتے تو وہ کہتا جس انسان کی اپنی یہ حالت ہے وہ مجھے کیا فائدہ دے سکتا ہے۔ مگر ان کی نرمی کو دیکھ کر فرعون گھبرا گیا کیونکہ وہ سختی کرتا اور گالیاں دیتا تھا مگر حضرت موسیٰؑ ہنس کر نرمی سے جواب دے دیتے اس سے وہ گھبرا گیا کہ کوئی طاقت اور قوت ہے جس نے اسے سہارا دیا ہوا ہے ورنہ کیا وجہ ہے کہ سختی اور درشتی نے

اس پر ذرا بھی اثر نہیں کیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ بجائے اس کے کہ سختی کیوجہ سے فرعون کا رعب حضرت موسیٰؑ پر پڑتا یہ ہوا کہ انکی نرمی کی وجہ سے فرعون پر انکا رعب پڑ گیا۔ اکثر لوگ اپنا رعب داب جمانے کے لئے سختی کرتے ہیں حالانکہ حقیقی رعب سختی سے نہیں بلکہ نرمی سے پڑتا ہے اس لئے نرمی سے ہی کام لینا چاہئے (ماخوذ اصلاح نفس صفحہ ۳۲-۳۳) عہدیداروں کو چاہیئے کہ ایسے رنگ میں بات کریں کہ لوگوں کے دل میں اترتی چلی جائے۔ ایک حکم کس طرح دینا چاہئے؟ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا ارشاد ہے کہ ''جب بھی تم کوئی حکم دو۔ محبت پیار اور سمجھا کر دو۔ اس طرح نہ کہو کہ ''ہم یوں کہتے ہیں'' بلکہ ایسے رنگ میں بات پیش کرو کہ لوگ اسے سمجھ سکیں اور وہ کہیں کہ اس کو تسلیم کرنے میں تو ہمارا اپنا فائدہ ہے۔ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ کے یہی معنے ہیں۔ میانہ روی اور حکمت قومی ترقی کی روح پیدا کرنے میں مد ہیں گویا میانہ روی اور پر حکمت کلام یہ دو چیزیں مل کر قوم میں ترقی کی روح پیدا کیا کرتی ہیں۔ اور پر حکمت کلام کا بہترین طریق یہ ہے۔ کہ دوسروں میں ایسی روح پیدا کر دی جائے کہ جب انہیں کوئی حکم دیا جائے تو سننے والے کہیں کہ یہی ہماری اپنی خواہش تھی''۔ (مشعل راہ جلد اوّل صفحہ ۱۲) خود عملی نمونہ دکھائیں لوگ خود تمھاری بات مانیں گے۔ خود قربانی کرو، مثال بنو۔ لوگ خود بخود شامل ہو جائیں گے۔ جب دوسروں کو کام کے لئے کہا جاتا ہے تو کام کی زیادتی کے باعث مخاطب ہوتے وقت غصّے میں آجاتے ہیں جو بہت ہی خطرناک مسائل پیدا کرتا ہے ایسے مواقع پر غصہ کو پی لیں۔ غصہ ایک قسم کا جنون ہوتا ہے۔ جب انسان غصہ اور

غیظ وغضب کی حالت میں ہوتو بسا اوقات وہ ظلم وزیادتی پر بھی اتر آتا ہے اس میں انتقامی جذبات پیدا ہو جاتے ہیں جو اس کی گھریلو خاندانی اور سماجی زندگی کے لئے بھی انتہائی برے نتائج اور اثرات کا باعث بنتے ہیں۔ دین حق چونکہ ہر لحاظ سے انسانوں کے لئے سلامتی ہی سلامتی ہے۔ اس لئے وہ غصہ اور اضطراب کے نازک موقعوں پر بھی معاف کر دینے کو بہتر خیال کرتا ہے نہ صرف معاف کرنے کے لئے کہتا ہے بلکہ احسان کی روش اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے۔ قرآن حکیم میں مومنوں کی یہ صفت بیان ہوئی ہے کہ جب وہ غیظ وغضب کی حالت میں ہوتے ہیں تو دوسروں کو معاف کر دیتے ہیں۔ سورۃ شوریٰ آیت نمبر ۳۷ میں آیا ہے۔ ترجمہ ''اور جب انہیں غصہ آ جائے تو وہ درگزر اور معافی سے کام لیتے ہیں'' سورۃ آل عمران میں جنت کے مستحق لوگوں کی یہ صفات بیان کی گئی ہیں۔ ترجمہ '' جو اپنے غصے کو پی جاتے۔ دوسروں کے قصور معاف کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے''۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا واقعہ مشہور ہے کہ ایک شخص نے انہیں بے تحاشا گالیاں دیں۔ آپؓ خاموشی سے سنتے رہے اور حضور ﷺ جو پاس بیٹھے ہوئے تھے مسکرا رہے تھے۔ آخر کار حضرت ابوبکر صدیقؓ کا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا۔ انہوں نے بھی جواب میں سخت بات کہہ دی جسے سنتے ہی حضور ﷺ پر انقباض کی کیفیت طاری ہو گئی۔ آپؐ فوراً اٹھ کر تشریف لے گئے حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی اٹھ کر پیچھے ہو لئے۔ راستہ میں شکایت کی کہ وہ شخص مجھے گالیاں دے رہا تھا تو آپ خاموشی سے مسکرا رہے تھے۔ مگر جب میں نے ایک بات کہہ دی تو آپ ناراض ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ حضورؐ نے فرمایا جب تک تم خاموش تھے تو فرشتہ تمہاری طرف سے جواب دے رہا تھا۔ جب تم خود بول پڑے تو فرشتہ چلا گیا اور شیطان اس کی مدد کو آ پہنچا۔ اب میرے لئے شیطان کی موجودگی میں بیٹھنا اچھا نہ تھا اس لئے چلا آیا۔ (مسند احمد۔ راوی ابو ہریرہؓ) زبان کی سختی بہت ہی بُری چیز ہے۔ حضور ﷺ کی خدمت میں ایک شخص نے تین بار پوچھا کہ '' میں کتنی دفعہ اپنے نوکر کو معاف کروں'' ہر بار حضورؐ خاموشی اختیار فرماتے رہے آخر فرمایا دن میں ستر بار اس کی غلطی پر اسے معاف کرو (جامع ترمذی ' راوی عبداللہ بن عمرؓ) حضورؐ کی مجلس میں صحابہ کرامؓ کے درمیان مدینے کی ایک عورت کا ذکر آیا تو کہا گیا کہ وہ بڑی نیک ہے۔ نماز پڑھتی ہے۔ روزے رکھتی ہے' صدقہ اور خیرات دیتی ہے۔ راتوں کو جاگ کر ذکر الٰہی میں مصروف رہتی ہے۔ بس ایک بات اس میں مناسب نہیں حضورؐ نے پوچھا وہ کیا ؟ جواب دیا گیا۔ حضورؐ وہ زبان کی سخت اور تند مزاج ہے۔ ذرا مرضی کے خلاف بات ہو تو بگڑ جاتی ہے۔ لوگ اس کی اس عادت اور مزاج سے تنگ ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا پھر تو اس کی عبادتیں بیکار گئیں۔ عبادات کا مقصد مزاج اور طبیعت میں شرافت پیدا کرنا ہے۔ سورۃ بقرہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ترجمہ '' کسی سے بات کرو تو نرمی سے کرو''۔ حدیث سے غصّہ کا علاج بتایا گیا ہے۔ صحیحین (بخاری و مسلم) میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے قریب دو شخص آپس میں لڑنے اور گالیاں دینے لگے۔ ایک کو بہت غصہ آ گیا آپ نے فرمایا مجھے ایک بات معلوم ہے جسے یہ شخص کہے تو اس کا غصہ جاتا رہے گا اور وہ یہ ہے اعوذ باللہ

من الشیطن الرجیم (میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود سے) اس شخص نے کہا کیا آپ (ﷺ) نے مجھے دیوانہ سمجھا ہے؟ آپ نے قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی۔ ترجمہ "اور اگر شیطان تم کو برائی پر اکسائے تو تم خدا کی پناہ مانگا کرو۔ خدا بلا شبہ خوب سننے والا اور جاننے والا ہے"۔ گویا رسول کریم ﷺ نے غصہ کا علاج بتا دیا۔ عطیہ بن عروہ سعدی کہتے ہیں کہ رسول پاکؐ نے فرمایا "غصہ شیطان کی طرف سے ہے اور شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور آگ پانی سے بجھائی جاتی ہے۔ اس لئے جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو وہ وضو کرلے (ابوداؤد)۔ ابوذرؓ کہتے ہیں کہ رسول پاکؐ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو اگر وہ کھڑا ہے تو بیٹھ جائے۔ غصہ جاتا رہا تو خیر۔ ورنہ لیٹ جائے۔ (احمد۔ ترمذی)

انسانی فطرت ہے کہ اگر کسی کے ساتھ نیکی کی جائے تو وہ بعض اوقات یاد بھی نہیں رکھتا لیکن اگر برائی کی جائے تو فوراً انتقام پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ انتقام غصہ کی سب اقسام سے زیادہ سخت ہوتا ہے جس کے نتیجہ میں تباہی آتی ہے اور بعض اوقات خاندان تک برباد ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں غصہ اور انتقام سے بچائے۔ حضرت لقمان علیہ السلام کے مالک نے انہیں بکری دے کر حکم دیا کہ اس کو ذبح کر کے اس کا بہترین حصہ لے آؤ۔ وہ بکری کی زبان اور دل نکال کر لے آئے۔ اس نے پھر بکری دی کہ ذبح کر کے اس کا بدترین حصہ لے آؤ۔ وہ پھر زبان اور دل لے آئے۔ بہترین کی صورت میں بھی دل اور زبان اور بدترین کی صورت میں بھی دل اور زبان۔ گویا اگر یہی پاک ہوں تو بہتر کوئی نہیں اور ناپاک ہوں تو بدتر کوئی نہیں۔ اگر کہیں غلطی ہو جاتی ہے تو غلطی کا اعتراف کرنا چاہیئے انسان بڑا ہو یا چھوٹا خطا کا پتلا ہے۔ اگر غلطی تسلیم کرلیں تو حقیر نہیں ہو جاتے۔ غلطی مان لینے والے بڑے آدمی ہوتے ہیں۔ ہر معاملے میں تقویٰ اور پرہیزگاری سے کام لیں۔

تقویٰ اور پرہیزگاری کیا ہے۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابیؓ بن کعب سے سوال کیا "کہ قرآن مجید جو ہمیں بار بار پرہیزگاری کی تلقین کرتا ہے آخر مجھے بتایئے کہ پرہیزگاری ہے کیا؟" حضرت ابیؓ بن کعب نے جواب دیا۔ "کیا آپ کبھی ایسے راستے پر نہیں چلے جس میں کانٹے ہی کانٹے بکھرے ہوں؟"۔ "ہاں چلا ہوں" حضرت عمرؓ نے جواب دیا۔ حضرت ابیؓ بن کعب نے پوچھا "تو پھر اس وقت تم نے کیا کیا؟"۔ "میں نے یہ کوشش کی کہ کانٹوں سے بچ کر نکل جاؤں" "ہاں تو یہی پرہیزگاری ہے" حضرت ابیؓ بن کعب نے فرمایا "مطلب یہ کہ آدمی اس دنیا میں جس میں قدم قدم پر کانٹے بکھرے ہیں اس طرح چلے کہ کوئی کانٹا اسے چبھنے نہ پائے۔ یعنی کانٹے برائیاں ہیں اور ان سے بچ کر نکل جانے والا آدمی صحیح معنوں میں انسان ہے"۔ (ہفت روزہ لاہور ۱۴ ستمبر ۲۰۰۲ ص ۱۵) اب میں آپ کو ایک اور بہت ضروری بات سے بھی آگاہ کرنا چاہوں گا جو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا ایک نہایت اہم ارشاد ہے "کہ اپنے گھروں میں کبھی ایسی بات نہیں کرنی چاہئے جس سے نظام جماعت کی تخفیف ہوتی ہو یا کسی عہدیدار کے خلاف شکوہ ہو وہ شکوہ اگر سچا بھی ہے پھر بھی اگر آپ نے اپنے گھر میں کیا تو آپ کے بچے

ہمیشہ کے لئے اس سے زخمی ہوجائیں گے۔ آپ تو شکوہ کرنے کے باوجود اپنے ایمان کی حفاظت کرسکتے ہیں لیکن آپ کے بچے زیادہ گہرا زخم محسوس کریں گے۔ یہ زخم ایسا زخم ہوا کرتا ہے کہ جس کو لگتا ہے اس کو کم لگتا ہے جو قریب کا دیکھنے والا ہے اس کو زیادہ لگتا ہے۔ اس لئے اکثر وہ لوگ جو نظام جماعت پر تبصرے کرنے میں بے احتیاطی کرتے ہیں ان کی اولادوں کو کم وبیش ضرور نقصان پہنچتا ہے اور بعض ہمیشہ کے لئے ضائع ہوجاتی ہیں۔ واقفین بچوں کو نہ صرف اس لحاظ سے بتانا چاہئے بلکہ یہ بھی سمجھانا چاہئے کہ اگر تمہیں کسی سے شکایت ہے خواہ تمہاری توقعات اس کے متعلق کتنی ہی عظیم کیوں نہ ہوں اس کے نتیجہ میں اپنے نفس کو ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ فروری ۱۹۹۵) آخر میں مَیں اپنی تقریر آنحضرت ﷺ کی پانچ اہم نصائح کے ساتھ ختم کروں گا۔ آنحضور ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا۔ ''ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حق ہیں۔ سلام کا جواب دینا ' بیمار ہوجائے تو اس کی عیادت کرنا ' فوت ہوجائے تو اس کے جنازے میں شامل ہونا ' اس کی دعوت قبول کرنا اور اگر چھینک مارے اور (سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں) کہے تو اس کی چھینک کا جواب (اللہ تم پر رحم کرے) کی دعا سے دینا۔ ایک روایت میں ہے کہ جب وہ تجھ سے ملے تو تجھے سلام کہے اور جب وہ تجھ سے خیر خواہانہ مشورہ مانگے تو خیر خواہی اور بھلائی کا مشورہ دے۔ اب آپ نے یہ جو نصیحتیں سنی ہیں۔ اکثر آپ میں سے یہ سمجھتی ہوں گی کہ عام چھوٹی چھوٹی سی باتیں ہیں کیا فرق پڑتا ہے ان کے کرنے سے؟ ان سے کیا نمایاں تبدیلی سوسائٹی میں ہوسکتی ہے؟ مگر ایک ایک کر کے اس پر غور کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ ایسی نصیحتیں ہیں جو سوسائٹی کی کایا پلٹ سکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تقویٰ کی باریک راہوں پر قدم مارنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ جس مقصد کے لئے یہاں جمع ہوئی ہیں اس مقصد کی کامیابی کے لئے سب میرے ساتھ دعا میں شامل ہوجائیں۔

(رپورٹنگ مدیرہ صفیہ چیمہ)

۞......۞......۞......۞

خوش گفتاری

☆۔ ''میرے بندوں سے کہہ دو کہ جو بات کہیں خوش کلامی کے ساتھ کہیں''۔ (قرآن کریم)

☆۔ ''خوش کلامی جنت کی اور بدکلامی دوزخ کی نشاندہی کرتی ہے''۔

☆۔ ''لوگ بیماری کی وجہ سے غذا چھوڑ دیتے ہیں مگر عذابِ الٰہی کی وجہ سے گناہ نہیں چھوڑتے''

☆۔ ''زبان کی لغزش قدموں کی لغزش سے زیادہ خطرناک ہے''۔

☆۔ ''مومن کے دل میں ایک جذب ہوتا ہے۔ اس قوّتِ قدسیہ سے وہ دوسروں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے''۔

نعت

(کلام صاحبزادی امتہ القدوس صاحبہ)

جو احمد بھی ہے اور محمدؐ بھی ہے
وہ مؤید بھی ہے اور مویِّد بھی ہے
وہ جو واحد نہیں پہ واحد بھی ہے
اک اُسی کو تو حاصل ہوا یہ مقام
اُس پہ لاکھوں درود اُس پہ لاکھوں سلام

سوچا جب وجہ تخلیق دنیا ہے کیا؟
عرش سے تب ہی آنے لگی یہ صدا
مصطفیٰ ، مصطفیٰ ، مصطفیٰ ، مصطفیٰ
وہ ہے خیرُ البشر وہ ہے خیرُ الانام
اُس پہ لاکھوں درود اُس پہ لاکھوں سلام

قطب روحانیت ، ذاتِ قبلہ نما
ہادی و پیشوا ، رہبر و رہنما
مرشد و مقتدا ، مجتبیٰ مصطفیٰ
حق کا پیارا نبی اور چنیدہ امام
اُس پہ لاکھوں درود اُس پہ لاکھوں سلام

اس کی صورت حسیں اُس کی سیرت حسیں
کوئی اس سا نہ تھا کوئی اس سا نہیں
اس کا ہر قول ہر فعل ہے دل نشیں
خوش وضع ، خوش ادا ، خوش نوا، خوش کلام
اُس پہ لاکھوں درود اُس پہ لاکھوں سلام

مرد کے بس میں تھی عورتوں کی حیات
اس نے ہر ظلم سے اُن کو دی ہے نجات
اس نے عورت کی تکریم کی کر کے بات
کہہ دیا میں ہوں رحم وکرم کا امام
اُس پہ لاکھوں درود اُس پہ لاکھوں سلام

زندہ رہنے کا عورت کو حق دے دیا
اس کے اُلجھے مقدر کو سلجھا دیا
خُلد کو اس کے قدموں تلے کر دیا
اس نے عورت کو بخشا نمایاں مقام
اُس پہ لاکھوں درود اُس پہ لاکھوں سلام

ہے صفاتِ الٰہی کا مظہر وہی
آئندہ سے گذشتہ سے برتر وہی
نوعِ انسان کا ہے مقدّر وہی
ختم اس پر نبوت شریعت تمام
اُس پہ لاکھوں درود اُس پہ لاکھوں سلام

حشر تک چشمہ جاری ہے فیضان کا
وا ہے در آج بھی جذب وایقان کا
کیا نبی اور ہے کوئی اس شان کا؟
ہو مسیح زماں جس نبی کا غلام
اُس پہ لاکھوں درود اُس پہ لاکھوں سلام

توکّل علی اللّٰہ

''خدا تعالیٰ کا میرے ساتھ وعدہ ہے کہ اگر میں جنگل بیابان میں بھی ہوں تب بھی مجھے رزق پہنچائے گااور میں کبھی بھوکا نہیں رہوں گا''

''اللہ تعالیٰ کو آزمایا نہ کرواور خدا سے ڈرو۔اس کا میرے ساتھ خاص معاملہ ہے''

〈از حیاتِ نور〉

حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحبؓ جب ۱۹۰۳ء-۱۹۰۴ء میں مولوی کرم دین صاحب والے مقدمہ کے سلسلہ میں حضرت مسیحِ موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ گورداسپور تشریف لیجایا کرتے تھے تو اُنہی ایام کا ایک واقعہ مکرم ملک بشیر علی صاحب کنجاہی حال ربوہ نے یوں بیان کیا ہے کہ ''میں حیدرآباد دکن میں قریباً تیرہ برس تک رہا اور وہاں ٹھیکیداری کا کام کرتا رہا ہوں ۔میرے حضرت شیخ یعقوب علیؓ کے ساتھ بڑے گہرے تعلقات تھے اور ہم دونوں مدت تک اکٹھے رہتے رہے۔ایک دفعہ حضرت عرفانی صاحبؓ نے فرمایا کہ حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام گورداسپور ایک مقدمہ کے سلسلہ میں گئے ہوئے تھے۔

حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام نے وہاں سے کہلا بھیجا کہ حضرت مولوی نو را لدین صاحب اور شیخ یعقوب علی صاحب فوراً پہنچ جائیں۔چنانچہ میں اور مولوی صاحب دو بجے دوپہر یکہ پر بیٹھ کر بٹالہ کی طرف چل پڑے۔شیخ صاحب نے مجھے کہا کہ ''اُس وقت میرے دل میں خیال آیا کہ حضرت مولوی صاحب کہا کرتے ہیں کہ ''خدا تعالیٰ کا میرے ساتھ وعدہ ہے کہ اگر میں جنگل بیابان میں بھی ہوں تب بھی مجھے رزق پہنچائے گا اور میں کبھی بھوکا نہیں رہوں گا'' آج ہم بے وقت چلے ہیں پتہ لگ جائے گا کہ رات کو ان کے کھانے کا کیا انتظام ہوتا ہے؟۔بٹالہ میں مقامی جماعت کی طرف سے ایک مکان بطور مہمان خانہ ہوا کرتا تھا۔اس میں ہم دونوں چلے گئے۔حضرت مولوی صاحب وہاں ایک چارپائی پر لیٹ گئے اور کتاب پڑھنے لگے۔اُس وقت اندازاً شام کے چھ بجے کا وقت ہوگا اچانک ایک اجنبی شخص آیا اور کہنے لگا۔''میں نے سُنا ہے کہ آج مولوی نورالدین صاحب یہاں آئے ہوئے ہیں،وہ کہاں ہیں؟''میں نے کہا''وہ یہاں لیٹے ہوئے ہیں''۔کہنے لگا۔''حضور! میری ایک عرض ہے آج شام کی دعوت میرے ہاں قبول فرمایئے۔میں ریلوے میں ٹھیکیداری کرتا ہوں اور میری بیلسٹ ٹرین کھڑی ہوئی ہے اور میں نے امرتسر جانا ہے۔میرا ملازم حضور کے لیے کھانا لے آئے گا''۔حضرت مولوی صاحب نے فرمایا۔''بہت اچھا''۔چنانچہ شام کے وقت اس کا ملازم بڑا پُر تکلف کھانا لے کر حاضر ہوا۔اور ہم دونوں نے سیر ہو کر کھانا کھالیا۔شیخ صاحب کہنے لگے۔میرے دل میں خیال آیا کہ انکی بات تو صحیح ہوگی اور انہیں خدا نے واقعہ میں کھانا بھجوادیا چونکہ گاڑی رات دس بجے کے بعد چلتی تھی۔میں نے حضرت مولوی صاحب سے عرض کی کہ اندھیرا ہو رہا ہے۔پھر مزدور نہیں ملے گا۔ہم کسی مزدور کو بُلا لیتے

ہیں اور سٹیشن پر پہنچ جاتے ہیں۔وہاں ویٹنگ روم میں ہم آرام کر لیں گے۔حضرت مولوی صاحب نے فرمایا بہت اچھا۔چنانچہ میں نے ایک مزدور کو بلایا اور وہ ہم دونوں کے بستر لے کر سٹیشن پر پہنچ گیا۔چونکہ گاڑی رات دس بجے کے بعد آتی تھی۔میں نے آپ کا بستر کھول دیا تا کہ حضرت مولوی صاحب آرام فرمالیں ۔جب میں نے بستر کھولا تو اللہ تعالیٰ اس بات کا گواہ ہے کہ اس کے اندر سے ایک کاغذ میں لپٹے ہوئے دو پراٹھے نکلے جن کے ساتھ قیمہ رکھا ہوا تھا۔میں سخت حیران ہوا اور میں نے دل میں کہا لو بھئی۔وہ کھانا بھی ہم نے کھالیا اور یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اور کھانا بھی آ گیا۔کیونکہ اس کھانے کا ہمیں مطلقاً علم نہیں تھا۔میں نے حضرت مولوی صاحب سے عرض کیا کہ حضور جب ہم قادیان سے چلے تھے تو چونکہ اچانک اور بے وقت چلے تھے میں نے دل میں سوچا کہ آج ہم دیکھیں گے کہ مولوی صاحب کو کھانا کہاں سے آتا ہے۔سو پہلے آپ کی دعوت ہوگئی اور اب یہ پراٹھے بھی بستر سے نکل آئے ہیں۔

حضرت مولوی صاحب نے فرمایا ''شیخ صاحب!اللہ تعالیٰ کو آزمایا نہ کرو اور خدا سے ڈرو۔اس کا میرے ساتھ خاص معاملہ ہے'' محترم ملک غلام فرید صاحب ایم اے کا بیان ہے کہ یہ واقعہ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب نے اُنہیں لندن میں بھی سُنایا تھا۔لیکن وہ اجنبی شخص جس کا اُوپر ذکر آیا ہے اسکے متعلق بتایا تھا کہ اس کے بھائی کا آپ نے علاج کیا تھا۔مگر وہ خود ایک برات میں جانے کی وجہ سے حاضر نہیں ہوسکتا تھا اس لیے اُسنے اپنے بھائی کو بھیج دیا۔ (صفحہ۲۷۳تا۲۷۵)

● ● ● ● ● ● ●

کچھ سچی باتیں

☆شکر۔ حضرت شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں انسان ایک دفعہ سانس لیتا ہے تو اس پر دو شکر واجب ہوتے ہیں۔ایک اس بات کا شکر کہ تازہ ہوا جسم کے اندر داخل ہوگی اور دوسرا اس احسان کا شکر کہ غلیظ ہوا جسم سے خارج ہوگئی اگر تھوڑی دیر جسم میں بند ہو جاتی تو انسان کا جینا محال ہو جاتا

☆نقطہءدانش۔ تکلیفوں سے نہ گھبرائیں کیونکہ تکلیفیں انسان کو سوچنے پر مجبور کرتی ہیں۔اور سوچنے سے انسان دانا بنتا ہے اور دانائی انسان کو جینے کے قابل بناتی ہے۔

☆جھکی شاخ۔ جھکی ہوئی شاخ پھلدار ضرور ہوتی ہے مگر زیادہ جھکی شاخ راستہ چلنے والوں کے لیے مسئلہ بھی بن سکتی ہے۔

☆دو باتیں۔ حکیم لقمان ایک دن اپنے شاگردوں کو حکمت و دانائی کا درس دے رہا تھا۔ایک شخص سامنے آکر کھڑا ہوگیا اور کافی دیر تک انکی صورت پر غور کرتا رہا آخر پہچان کر بولا تم وہی آدمی ہونا جو فلاں مقام پر میرے ساتھ بکریاں چرایا کرتے تھے۔ہاں میں وہی شخص ہوں۔انہوں نے جواب دیا تو یہ مرتبہ تمہیں کیونکر حاصل ہوگیا اس شخص نے پوچھا حکیم لقمان نے فرمایا،،دو باتوں سے ایک سچ بولنا ،دوسرا بلا ضرورت بات نہ کرنا۔

قیس بن صنف نے کہا جب کوئی شخص مجھے نظمیں پہنچاتا ہے تو میں اس کے بارے میں غور کرتا ہوں اگر اسکا مرتبہ مجھ سے بڑا ہے تو اسکی بڑائی میرے لیے جواب دینے میں مانع ہوتی ہے اگر وہ میرا ہم مرتبہ ہے تو میں اس پر مہربانی کرتا ہوں اور اسے جواب نہیں دیتا۔اگر وہ مجھ سے کم مرتبہ ہے تو میں اسکا مقابلہ کرنا اپنی توہین سمجھتا ہوں۔

"قفس یہ اُبھریں گے تخت بن کر وہ سلطنت بھی عجیب ہوگی"

سسکتی دنیا کو زیست اک دن ہمارے ہاتھوں نصیب ہوگی
بہشت اب بھی خدا ہمارا ہمیں سے فتح قریب ہو گی

لہو شہیدوں کا رنگ لا کر جو لالہ زاروں میں کِھل اٹھے گا
نئے چمن اب کھلیں گے ہر سو بہار کتنی عجیب ہو گی

ابو ہریرہؓ کا وہ ترانہ "بخ بخ" پھر سنائی دے گا
قفس یہ اُبھریں گے تخت بن کر وہ سلطنت بھی عجیب ہوگی

ہُدیٰ کے پرچم کو سنگ لے کر بڑھے چلے ہیں بڑھے چلیں
گے ہزار طوفاں اٹھیں تو کیا غم ہر ایک آندھی حبیب ہو گی

ہماری لذّت کے اور محور ، سکوں کا مرکز خدا ہمارا
جو ملنا ہم سے تو جان رکھنا یہ دنیا آخر رقیب ہو گی

فلک پہ سورج چمک رہا ہے، اجالا ہر سُو بکھر رہا ہے
جو بند رکھو گے آنکھ اپنی تو پھر نہ صبح نصیب ہو گی

محبتوں کے ہمیں پیامبر ہمارے دَم سے وفا سلامت
بجھے گی نفرت کی آگ جس دم گھڑی ضیاؔء وہ لطیف ہوگی

فرحت ضیاؔء راٹھور۔ ہمبرگ

خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ قادیان بہت ترقی کرے گا

قادیان میں جو مختلف قوموں کے آپس میں پیوند لگتے ہیں وہ بھی اپنی ذات میں خدا تعالیٰ کا ایک بہت بڑا نشان ہے

''اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے اور وہی لوگ اس قدرت کا مشاہدہ کر سکیں گے اور کرتے ہوں گے اور اس سے لطف اُٹھا سکتے ہوں گے جنہوں نے حضرت مسیحِ موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ابتدائی ایام کے حالات کو دیکھا ہو، بعد میں آنے والے اس کا اندازہ اور قیاس نہیں کر سکتے۔ جبکہ قادیان ایک چھوٹی سی بستی تھی جب قادیان میں احمدیوں کی تعداد اس چھوٹی سی بستی میں بھی آٹے میں نمک کے برابر نہیں تھی، جب ساری احمدی آبادی صرف تین گھروں میں محصور تھی، ہمارا گھر تھا، حضرت خلیفہ اول کے مکان کا کچھ حصہ تھا یا وہ مکان تھا جہاں مولوی قطب الدین صاحب اب مطب کیا کرتے ہیں۔ اسی طرح تیسری عمارت موجودہ مہمان خانہ کی تھی، یہ صرف چار عمارتیں اس زمانہ میں تھیں درمیان کی عمارتیں، ساتھ کی عمارتیں، بورڈنگ اور مدرسہ کی عمارتیں سب بعد کی ہیں۔ خود یہ گھر جس میں حضرت مسیحِ موعودؑ رہتے تھے بہت چھوٹا سا تھا اور اس کے کئی حصے اس وقت نہیں بنے تھے تو یہ تھوڑی سی آبادی تھی جو اس وقت احمدی جماعت کہلاتی تھی۔ مجھے یاد ہے میں نہیں کہہ سکتا کہ پہلا جلسہ تھا یا دوسرا پہلا تو غالباً نہیں ہو گا کیونکہ مجھے اسکا نظارہ اچھی طرح یاد ہے ۱۸۹۱ء میں پہلا جلسہ ہوا ہے اور اس وقت میری عمر بہت چھوٹی تھی اس لیے غالباً یہ دوسرا جلسہ ہوگا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے جہاں آجکل مدرسہ احمدیہ ہے یہاں ایک پلیٹ فارم بنا ہوا تھا۔ پہلے یہاں فصیل ہوا کرتی تھی گورنمنٹ نے اسے نیلام کر دیا اور اس ٹکڑے کو حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام نے خرید لیا۔ جہاں تک مجھے یاد ہے یہ ٹکڑا ستر روپوں میں خریدا گیا تھا حضرت خلیفہ اوّل ان دنوں جموں میں تھے جب آپ کو یہ اطلاع ہوئی کہ حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام یہ زمین خریدنا چاہتے ہیں تو غالباً آپ ہی نے روپے بھجوائے تھے اور آپ کے روپوں سے ہی یہ زمین خریدی گئی تھی۔ اس وقت یہاں ایک چبوترا سا تھا وہ جگہ اس سے کم ہی چوڑی تھی جتنی اس مسجد مبارک کی چوڑائی ہے لیکن لمبی چلی جاتی تھی مہمان خانے کے ایک سرے سے شروع ہو کر نواب صاحب کے مکانوں تک چلی گئی تھی اور وہاں فصیل کے گر جانے کی وجہ

سے چبوترا بنا دیا گیا تھا۔ دوسرا جلسہ یا دوسرے جلسے کا کچھ حصہ اس فصیل پر ہوا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ ہم اُس وقت جلسہ اور اُس کی غرض وغایت کو سمجھنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے البتہ ایک بات مجھے اچھی طرح یاد ہے کچھ اور میں اس کے متعلق بعض پُرانے لوگوں سے دریافت بھی کیا ہے مگر کسی نے مجھے صحیح جواب نہیں دیا اور وہ یہ کہ اس چبوترے پر دو چھوٹی چھوٹی دریاں بچھا دی گئی تھیں جن پر لوگ بیٹھے تھے یہ بات میری سمجھ میں اب تک نہیں آئی کہ اُس وقت کیا ہوا تھا کہ ان دریوں کو بار بار اُٹھا کر جگہ بدلی گئی تھی اور کئی بار ایسا ہوا کہ پہلے ایک بار دریاں بچھائی جاتیں اور جب لوگ بیٹھ جاتے تو تھوڑی دیر کے بعد وہاں سے اُٹھا کر دریاں اور جگہ بچھا دی جاتیں نہ معلوم دھوپ پڑتی تھی یا کوئی اور بات تھی میں اُس کے متعلق یقینی طور پر نہیں کہہ سکتا اور اُس وقت سے اب تک مجھے کوئی ایسا آدمی نہیں ملا جو اس کی وجہ بتاتا۔ مجھے بچپن کے لحاظ سے یہ نظارہ خوب یاد ہے اور ایک تماشہ سا لگتا تھا کہ پہلے لوگ ایک جگہ بیٹھے ہیں پھر یک دم کھڑے ہو کر دوسری جگہ بیٹھ جاتے ہیں غرض اُس وقت احمدیت کی ساری کمائی دو دریوں پر آ گئی تھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اُس وقت کی تعداد اپنی ایک کتاب ''آئینہ کمالاتِ اسلام'' میں شائع کی ہے اس کو دیکھا جائے تو معلوم ہو سکتا ہے کہ اُسوقت کتنے لوگ جلسہ میں شامل ہوئے پھر جس قدر نام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شائع کیے ہیں وہ سارے ایسے نہیں ہیں جو ایک وقت میں جلسہ میں شامل ہوئے ہوں اور نہ سارے بڑی عمر کے آدمی ہیں بلکہ ان میں سے کچھ حصہ تو بچوں کا ہے اور کچھ ایسا ہے جو ایک وقت میں جلسہ میں شامل ہوا اور پھر چلا گیا۔ جلسہ سالانہ چونکہ تین چار دن رہا تھا اس لیے اُن شامل ہونے والوں میں سے کوئی ایک دن رہا اور چلا گیا، کوئی دو دن رہا اور چلا گیا، کوئی تین دن رہا اور چلا گیا اس لیے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ''آئینہ کمالاتِ اسلام'' میں جلسہ میں شامل ہونے والوں کی تعداد ۳۲۷ لکھی ہے ان میں نہ تو سارے بالغ تھے اور نہ سارے ایک وقت میں جمع ہوئے تھے بلکہ میں جہاں تک سمجھتا ہوں ایک وقت میں زیادہ سے زیادہ سو ڈیڑھ سو آدمی جلسہ میں شامل ہوئے تھے اور کچھ ایسے بھی تھے جو تھوڑی دیر کے لیے آتے اور چلے جاتے تھے۔

یہ جماعتِ احمدیہ کا دوسرا جلسہ سالانہ تھا اور اگر میرا حافظہ غلطی نہیں کرتا تو اس مسجد میں جتنے لوگ نظر آ رہے ہیں ان سے کم ہی اس جلسہ میں نظر آتے تھے۔ پھر خدا نے یہ برکت دی کہ اُس نے چاروں طرف سے لوگوں کو جمع کرنا شروع کر دیا اور اللہ تعالیٰ کا یہ الہام پورا ہونا شروع ہوا کہ **یَاْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ** [۳] تیری طرف لوگ دور دور سے تحائف لیکر آئیں گے کہ سڑکوں میں گڑھے پڑ جائیں گے۔ اس الہام کے پورا ہونے کا جو لطف ہم لوگ اُٹھا سکتے ہیں جنہوں نے پہلا نظارہ دیکھا ہوا ہے وہ لطف وہ لوگ نہیں اُٹھا سکتے جنہوں نے قادیان کو بھرپور ہونے کی صورت میں دیکھا ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے قادیان کو ۱۹۰۰ء میں دیکھا تھا انہیں اب بھی بہت بڑا فرق محسوس ہوتا ہے مگر ہمیں تو ۱۹۰۰ء کا قادیان بھی بہت آباد دکھائی دیتا ہے ۔ پھر جنہوں نے ۱۹۰۷ء میں قادیان کو دیکھا ہے وہ بھی اپنے دل

میں اس کی موجودہ حالت کو دیکھ کر بہت بڑا فرق محسوس کرتے ہیں مگر ۱۹۰۷ء میں ہماری یہ حالت تھی کہ ہم سمجھتے تھے ہم ساری دنیا پر چھا گئے اور اب قادیان بہت آباد شہر ہو گیا ہے۔ اسی طرح ۱۹۱۳ء میں قادیان کی اور حالت تھی ۱۹۱۴ء میں قادیان کی اور حالت ہو گئی تھی ۱۹۱۷ء میں اس نے اور زیادہ ترقی کی اور ۱۹۴۰ء میں اس کی آبادی میں اور زیادہ اضافہ ہو گیا۔ حتیٰ کہ بعض وہ لوگ جنہوں نے میری خلافت کے ایام میں ہی قادیان کو دیکھا تھا جب وہ پانچ سات سال تک قادیان نہ آئے اور اس کے بعد اُنہیں قادیان کو دیکھنے کا موقع ملا تو انہوں نے ذکر کیا کہ پانچ سات سال کے بعد آکر ہم نے قادیان کو پہچانا نہیں۔ یہ کیسا عظیم الشان نشان ہے جو احمدیت کی صداقت کے متعلق خدا تعالیٰ نے ظاہر کیا۔ بے وقوف لوگ کہتے ہیں کہ دنیا میں بعض اور شہر بھی بڑھ جاتے ہیں حالانکہ ان کے بڑھنے کی وہ وجوہات نہیں تھیں۔ بے شک اب ہوتی جائیں گی کیونکہ خدا نے آخر قادیان کو ہمیشہ ان باتوں سے محروم نہیں رکھنا یہاں بھی تجارتیں ہوں گی اور نئے سے نئے کارخانے کھلتے چلے جائیں گے۔ مگر حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کے ابتدائی دعویٰ سے لے کر آج سے دو تین سال پہلے تک قادیان کی ترقی کا کوئی مادّی ذریعہ نہ تھا مگر پھر بھی اُسے خدا نے بڑھا کر دکھا دیا اور اس طرح ثابت کر دیا کہ احمدیت اُس کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے۔ اسی طرح قادیان میں جو مختلف قوموں کے آپس میں پیوند لگتے ہیں وہ بھی اپنی ذات میں خدا تعالیٰ کا ایک بہت بڑا نشان ہے۔ شاید قادیان میں جتنے نکاح مختلف قوموں اور مختلف علاقوں کے لوگوں کے آپس میں ہوتے ہیں حالانکہ قادیان کی آبادی صرف دس ہزار ہے اتنے نکاح مختلف علاقوں اور مختلف قوموں کے لوگوں کے درمیان شاید لاہور جیسے شہر میں بھی نہیں ہوتے ہوں گے جس کی آبادی پانچ لاکھ کے قریب ہے۔ یہ ایک بہت بڑا نشان ہے جس کو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں جب تک اس زمانہ کے لوگ زندہ رہیں گے ان نشانوں کو تازہ رکھیں گے مگر بعد میں آنے والے ان نشانوں کو صرف کتابوں میں پڑھیں گے اور کتابوں میں پڑھ کر وہ لطف نہیں اُٹھا سکیں گے جو ہم اُٹھاتے ہیں۔ ہم کتابوں میں ہمیشہ پڑھتے ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ کو کفار نے یہ دکھ دیا وہ دکھ دیا اور پھر اُن دکھوں کے بعد خدا تعالیٰ نے کفار کو اس رنگ میں اپنے عذاب کا نشانہ بنایا مگر اس کا ہمیں وہ لطف نہیں آسکتا جو حضرت ابوبکرؓ اور دوسرے صحابہ کو آیا کرتا تھا اور نہ اگلی نسل کو وہ لطف آسکتا ہے جو آج ہمیں خدا تعالیٰ کے نشانات دیکھ کر آتا ہے آئندہ آنے والے دل کو تسلی دینے کے لیے ضرور خیال کر لیا کرتے ہیں کہ اتنی گری ہوئی حالت تو ہو نہیں سکتی تھی۔ بہر حال جو دیکھنے والے ہیں وہ جانتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی یو پی کا باشندہ ہوتا ہے، اور کوئی سی پی اور بنگال کا رہنے والا ہوتا ہے، کوئی سرحد میں رہتا ہے، کوئی سندھ میں رہتا ہے، کوئی پنجاب میں رہتا ہے اور پھر اُن کے آپس میں احمدیت کے ذریعہ اس طرح جوڑ ملتے ہیں کہ وہ دونوں ایک چیز ہو کر رہ جاتے ہیں۔ بعض دفعہ عادات کا فرق ہوتا ہے، بعض دفعہ تمدّن میں فرق ہوتا ہے، بعض دفعہ زبان میں فرق ہوتا ہے مگر پھر بھی اُن کے آپس میں نکاح ہو جاتے ہیں۔

ہم نے قادیان میں ٹھیٹھ پنجابیوں کو ٹھیٹھ ہندوستانیوں

سے بیاہ کرتے دیکھا ہے۔ہم نے قادیان میں ایسا بھی دیکھا ہے کہ بیوی اردو کا ایک لفظ نہیں بول سکتی اور خاوند پنجابی کا کوئی لفظ نہیں سمجھ سکتا۔ہم نے قادیان میں خاوند کو پشتو میں بڑبڑاتے ہوئے اور بیوی کو اردو میں چہچہاتے ہوئے دیکھا ہے مگر پھر ایسا بھی دیکھا ہے کہ بیوی کا سارا دن سروتا چلتا رہتا ہے اور میاں نے عمر بھر کبھی پان نہیں کھایا ہوتا۔ یہ نظارے ہم نے قادیان میں اکثر دیکھے ہیں''

(فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ ۹ ستمبر ۱۹۴۲ء بحوالہ الفضل ۱۸ ستمبر ۱۹۴۲ء)(از خطبات محمود جلد ۳)

''نظامِ نو کی بنیاد''

''غرض نظامِ نو کی بنیاد ۱۹۱۰ء میں روس میں نہیں رکھی گئی نہ وہ آئندہ کسی سال میں موجودہ جنگ کے بعد یورپ میں رکھی جائے گی بلکہ دنیا کو آرام دینے والے، ہر فردِ بشر کی زندگی کو آسودہ بنانے والے اور ساتھ ہی دین کی حفاظت کرنے والے نظامِ نو کی بنیاد ۱۹۰۵ء میں قادیان میں رکھی جا چکی ہے۔اب دنیا کو کسی نظامِ نو کی ضرورت نہیں ہے۔'' (نظام نو صفحہ 125)

''نظامِ وصیّت''

ارشادات امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

''غور کریں۔فکر کریں''

''غور کریں فکر کریں اب تک جو سستیاں اور کوتاہیاں ہو چکی ہیں۔ان پر استغفار کریں۔آگے بڑھیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے جلد از جلد اس نظام وصیّت میں شامل ہو جائیں اور اپنے آپ کو بھی بچائیں۔اپنی نسلوں کو بھی بچائیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے حصّہ پائیں''۔

(بر موقعہ اختتامی خطاب جلسہ سالانہ برطانیہ ۲۰۰۴ء)

''عہدیداران اور نظامِ وصیّت''

''سو فیصد جماعتی عہدیداران نظامِ وصیت میں شامل ہونے چاہئیں چاہے وہ مرکزی عہدیداران ہوں یا ذیلی تنظیموں کے عہدیداران ہوں یا لوکل جماعتی عہدیداران ہوں یا لوکل ذیلی تنظیم کے عہدیداران ہوں''

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۴ اپریل ۲۰۰۶ء بمقام آسٹریلیا)

حضور کے منشائے مبارک کی تکمیل کے لیے ہمیں جلد اس سمت قدم اٹھانے چاہئیں اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حُکم خلیفہ کیا ہے ذرا یاد تو کرو

(سیدہ طیبہ زین صاحبہ)

ہوتے تھے چاک کرُتوں کے سنتے تھے ہم یہی
پاجاموں کے بھی پائنچے اب چاک ہو گئے
دو آنچ آستین ہے شانوں تلک گلہ
قانون پردہ داری کے سب خاک ہو گئے

پاجامہ یہ اگرچہ بُہت ناگوار ہے
لیکن قمیض زیادہ ہی کچھ بدتمیز ہے
فیشن ہے چونکہ آجکل ایسی قمیض کا
یہ بدتمیز اس لئے سب کو عزیز ہے

میں نے کہا یہ دیکھ کر رنگ برہنگی
دل چاک چاک میرا ہے اِس غم سے کیا کروں
کوئی طریقہ ہو کہ یہ عُریانی ختم ہو
کس رنگ میں نصیحت خدایا انہیں کروں

تنقید میری سُن کر اک لڑکی نے یوں کہا
گستاخی معاف عرض ہے میری یہ آپ سے
کپڑے ہمارے چاک ہیں دِل آپ کا ہے چاک
فیشن میں شامل آپ بھی ہیں مان جایئے

لڑکی شرارتی تھی وُہ لیکن ذہین تھی
بَل اُس نے میری بات کو کیسا عجب دیا
سب لوگ سُن کے ہنس پڑے یہ اُس کی بات زین
دُکھ اُس کی منفی سوچ پر مجھ کو بہت ہوا

موقوف ہونے چاہئیں یہ مختصر لباس
یہ بات شرم کی ہے کوئی شان کی نہیں
حُکم خلیفہ کیا ہے ذرا یاد تو کرو
عنصر بَرہنگی کا نظر آئے نہ کہیں

''یا عیسیٰ!''

مکرم ومحترم مولانا فضل الٰہی انوری صاحب اپنی تصنیف ''دریشانِ احمدیت'' میں آسمانی راہنمائی کے واقعات کے سلسلے میں بہت سی خوش قسمت مبارک خواتین کے ذکر میں لکھتے ہیں کہ ''یہ جملہ واقعات خواتین سے تعلق رکھتے ہیں جو بتاتے ہیں کہ آسمانی راہنمائی کا یہ سلسلہ صرف احمدی مردوں تک ہی محدود نہیں بلکہ بہت سی خواتین مبارکہ کو بھی یہ نعمت نصیب ہوئی ہے یعنی انہیں بھی رؤیا، کشوف یا الہام کی بدولت اللہ تعالیٰ احمدیت کی نعمت سے سرفراز کرتا چلا آرہا ہے''۔ اسی سلسلے میں قبولِ احمدیت کی ایک دلچسپ ایمان افروز داستان پڑھیئے۔

والدہ ڈاکٹر فیض علی صاحبؓ کا قبول احمدیت

حضرت ڈاکٹر فیض علی صاحب صابرؓ (والد محترم ڈاکٹر احسان علی صاحبؓ، قادیان دارالامان) اپنی والدہ محترمہ کے قبول احمدیت کی دلچسپ داستان بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں احمدی ہونے سے پہلے قریباً دہریت کی حد تک پہنچ گیا تھا۔ اس کا میری خلد آشیاں مادر مہربان کو بہت صدمہ تھا لیکن جب میں نے اور بھائی جان نے احمدیت قبول کر لی اور ہمارے دہریت کے خیالات یکسر بدل کر دین اور شریعت کی طرف مائل ہو گئے تو انہیں بہت خوشی ہوئی۔ لیکن امرتسر میں جہاں ہم رہتے تھے، ہمارے ہمسائے اور دیگر ننھیال کے لوگ آکر ان کو ڈراتے کہ تیرے بیٹے تو بے ایمان اور کافر ہو گئے ہیں، مرزا قادیانی ایسا اور ویسا ہے یعنی قِسم قِسم کی غلط باتیں جو مخالفوں نے حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کے بارے میں مشہور کر رکھی تھیں، انہیں بتاتے تو وہ پھر غمگین رہنے لگ گئیں اور زار وزار روتی رہتیں۔ اور جب میں نے انکے سامنے اس خواہش کا اظہار کیا کہ میں قادیان ہجرت کرنے لگا ہوں اور چھوٹے بھائیوں کو بھی وہیں تعلیم دلاؤں گا تو انہوں نے سخت احتجاج کیا۔ مگر فرماتے ہیں:

''آخر میرے کئی مہینے کے اصرار اور منت پر (انہوں نے) چھوٹے بچوں کو قادیان جانے کی بمشکل اجازت دی اور خود جانے سے قطعی انکار کرتے رہے۔ لیکن جب میں بچوں کو قادیان لے گیا اور وہاں سکول داخل کرا آیا، تو اولاد کی محبت نے ان کے پائے استقلال میں بھی کچھ لغزش کی۔ چنانچہ فرمایا کہ میں اس شرط پر قادیان جاؤں گی کہ تم مجھے مرزا صاحب کے گھر جانے کے لئے مجبور نہ کرنا'' آپ فرماتے ہیں، اس بارے میں پوری تسلی کر لینے کے بعد وہ قادیان تشریف لے گئیں۔ مکان بھی ہم نے اسی لئے مخالفوں (غیر احمدیوں) کے محلے میں لیا۔ مگر جب رفتہ رفتہ ہمسایہ عورتوں کی آمد شروع ہوئی تو والدہ صاحبہ نے محسوس کیا کہ جو کچھ غیبت کی باتیں امرتسر میں حضرت اقدسؑ کے بارے میں وہ سنا کرتی تھیں اور جو گندے الزام آپؑ پر لگائے جاتے تھے، وہ تو یہاں کے مخالف بھی نہیں جانتے۔ گویا وہ سب جھوٹ تھا جو آپ کے بارے میں وہاں مشہور تھا۔ یہ دیکھ کر انہیں بہت تعجب ہوا۔

دوسرے، ان کے حق میں ایک الٰہی تدبیر یوں ہوئی کہ آپ

فرماتے ہیں "ایک رات تہجد کے بعد والدہ نے سُنا کہ کوئی کہتا ہے، "یا عیسیٰ" اور ساتھ ہی ایک بزرگ صورت کو انہوں نے ہاتھ میں عصا لئے دیکھا۔ چنانچہ فرماتے ہیں "والدہ محترمہ نے ایک دن مجھے ہمشیرہ کے پاس بٹھا کر تاکید کی کہ میرے آنے تک کہیں نہ جانا اور خود کئی عورتوں کو ساتھ لیکر ڈرتے ڈرتے حضرت اقدسؑ کی خدمت میں پہنچ گئیں۔ جونہی آپ کی نظر حضورؑ پر پڑی تو آپ نے دیکھا کہ یہ وہی بزرگ ہیں جو چند دن پہلے انہیں کشف میں نظر آئے تھے۔ پھر کیا تھا، آپ نے بلا تاخیر بیعت کر لی اور اپنی لڑکی یعنی ہماری بہن کو بھی لے جا کر بیعت کروائی۔

وذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یّشاء!

(ماخوذ از الفضل انٹرنیشنل، لندن، ۲ نومبر ۲۰۰۱ء

بحوالہ رجسٹر روایات صحابہ نمبر ۸، ص ۱۶۷)

(درویشان احمدیت صفحہ ۱۸۹۔ جلد اول)

یاد رکھیئے

☆۔۔دنیا میں سب سے بڑی چیز انسانیت ہے۔ جس نے انسانیت کو پالیا اس نے سب کچھ پالیا۔ جس قدر کسی کا احترام، کسی کی خدمت اور کسی کے ساتھ اچھا سلوک کر سکو، کرو۔ اور وہ کام کرو جس سے بعد میں شرمندگی نہ اُٹھانی پڑے۔

☆۔۔تم میں سے اس وقت تک کوئی کامل مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک وہ علم حاصل نہ کرے۔۔عالم عمل کے بغیر نہیں ہو سکتا، عمل بغیر زہد کے نصیب نہیں ہوتا، زہد بغیر تقویٰ کے نصیب نہیں ہوتا، تقویٰ بغیر انکساری کے حاصل نہیں ہوتا، انکساری بغیر نفس کی معرفت کے حاصل نہیں ہوتی، اور نفس کی معرفت اس وقت حاصل نہیں جب تک تدبّر نہ کیا جائے۔

اھدنا الصراط المستقیم

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دعا انسان کو ہر کجی سے نجات دیتی ہے اور اُس پر دینِ قویم کو واضح کرتی ہے اور اُس کو ویران گھر سے نکال کر پھلوں اور خوشبوؤں بھرے باغات میں لے جاتی ہے اور جو شخص بھی اِس دعاء میں زیادہ آہ وزاری کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کو خیر و برکت میں بڑھاتا ہے۔

دعا سے ہی نبیوں نے خدائے رحمان کی محبت حاصل کی اور اپنے آخری وقت تک ایک لحظہ کے لیے بھی دعا کو نہ چھوڑا اور کسی کے لیے مناسب نہیں کہ وہ اِس دعاء سے لاپرواہ ہو، یا اس مقصد سے مُنہ پھیر لے خواہ وہ نبی ہو یا رسولوں میں سے۔ کیونکہ رُشد اور ہدایت کے مراتب کبھی ختم نہیں ہوتے بلکہ وہ بے انتہا ہیں اور عقل و دانش کی نگاہیں ان تک نہیں پہنچ سکتیں۔

اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو یہ دعا سکھائی اور اسے نماز کا مدار ٹھہرایا تا لوگ اس کی ہدایت سے فائدہ اٹھائیں اور اس کے ذریعہ توحید کو مکمل کریں اور (خدا تعالیٰ کے) وعدوں کو یاد رکھیں اور مشرکوں کے شرک سے نجات پاویں۔ اس دعا کے کمالات میں سے ایک یہ ہے کہ وہ لوگوں کے تمام مراتب پر حاوی ہے اور ہر فرد پر بھی حاوی ہے۔

(کرامات الصّادِقین صفحہ ۹۴،۹۵)

(از تفسیر سورۃ فاتحہ صفحہ ۲۳۳)

☆☆☆☆☆☆☆

''ھنوز دلّی دور است''

حضرت نظام الدین صاحب اولیآء جو دلّی کے ایک بہت بڑے بزرگ گذرے ہیں۔ان کے زمانہ کا بھی ایک بادشاہ غیاث الدین تغلق ان کا مخالف ہوگیا۔وہ اس وقت بنگال کی طرف کسی جنگ پر جارہا تھا اس نے کہا جب میں واپس آؤں گا تو انہیں سزا دوں گا۔ان کے مریدوں نے یہ بات سنی تو بڑے گھبرائے اور انہوں نے شاہ صاحب سے آکر کہا کہ ''حضور جو لوگ شاہی دربار میں رسوخ رکھتے ہیں اگر ان کے ذریعہ بادشاہ کے پاس سفارش ہو جائے تو بہتر ہوگا''۔آپ نے فرمایا ''ہنوز دلّی دور است۔ابھی تو اس نے لڑائی کے لئے جانا ہے اور پھر دشمن سے جنگ کرنی ہے۔ابھی سے کسی فکر کی کیا ضرورت ہے۔ اس وقت تو وہ دلّی میں موجود ہے اور لڑائی کے لئے گیا بھی نہیں''۔ پھر آٹھ دس دن اور گزر گئے۔تو مرید پھر گھبرائے ہوئے آپ کے پاس آئے اور کہا ''حضور اب تو آٹھ دس دن گزر چکے ہیں اور بادشاہ لڑائی کے لئے جا چکا ہے اب تو کوئی علاج سوچنا چاہیئے''۔ مگر آپ نے پھر یہی جواب دیا کہ ''ہنوز دلّی دور است''۔آخر جس جنگ پر وہ گیا تھا اس کے متعلق خبر آگئی کہ اس میں بادشاہ کو فتح حاصل ہوگئی ہے اور وہ واپس آرہا ہے۔مرید پھر گھبرائے ہوئے آپ کے پاس پہنچے اور بادشاہ کی واپسی کی خبر دی۔مگر آپ نے پھر یہی جواب دیا کہ ''ہنوز دلّی دور است۔ابھی تو وہ دو چار سو میل کے فاصلہ پر ہے۔ابھی کسی فکر کی کیا ضرورت ہے''۔جب وہ آٹھ دس منزل کے فاصلہ پر پہنچ گیا تو وہ پھر آئے اور انہوں نے کہا کہ ''اب تو وہ بہت قریب آگیا ہے''۔آپ نے فرمایا ''ہنوز دلّی دور است''۔جب وہ اور زیادہ قریب آگیا اور دو تین منزل تک پہنچ گیا تو پھر آپ کے مرید سخت گھبراہٹ کی حالت میں آپ کے پاس پہنچے۔مگر آپ نے پھر یہی جواب دیا کہ ''ہنوز دلّی دور است''۔آخر ایک دن پتہ چلا کہ بادشاہ کی فوجیں فصیل کے باہر ٹھہر گئی ہیں۔ان کے مرید یہ خبر سن کر پھر آپ کے پاس آئے اور کہا ''حضور! اب تو وہ دلی کی فصیلوں تک آپہنچا ہے''۔آپ نے فرمایا ''ہنوز دلّی دور است۔ابھی تو وہ فصیل کے باہر ہے۔اندر تو داخل نہیں ہوا کہ ہمیں گھبراہٹ ہو''۔

اسی رات ولی عہد نے فتح کی خوشی میں ایک بہت بڑی دعوت کی اور شاہانہ جشن منایا ہزاروں لوگ اس دعوت اور رقص و سرور کی محفل میں شریک ہوئے۔ولی عہد نے اس دعوت کا انتظام ایک بہت بڑے محل کی چھت پر کیا تھا۔چونکہ چھت پر بہت زیادہ لوگ اکٹھے ہوگئے تھے۔اس لئے اچانک چھت نیچے آگری۔اور بادشاہ اور اس کے رفقاء سب دب کر ہلاک ہوگئے۔ صبح جب بادشاہ کی موت کی خبر آئی۔تو انہوں نے کہا: ''میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ ہنوز دِلّی دور است''۔

غرض ہمارا خدا بڑی بزرگ شان رکھنے والا ہے اور جو بھی اس کے ساتھ سچا تعلق پیدا کرتا ہے وہ اپنی اپنی روحانیت اور درجہ کے مطابق بزرگی حاصل کر لیتا ہے۔اور جس طرح خدا تعالیٰ کی شان اور عظمت پر حملہ کرنے والا سزا پاتا ہے اسی طرح وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کے مقربین پر حملہ کرتے ہیں وہ بھی اپنے کئے کی سزا پائے بغیر نہیں رہتے۔ (از سوچنے کی باتیں صفحہ ۳۰)

ارضِ بلال

Humanity First کی طرف سے Africa کا دورہ

(فرحانہ احمد۔ فرینکفرٹ)

ہمارے اس سفر کے دوران شروع سے لے کر آخر تک ہر مرحلہ پر ہر قدم پر ایسا محسوس ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی خاص نصرت، تائید اور فضل ہمارے ساتھ ہے۔ ہمارا یہ سفر محض انسانیت کی خدمت ہی نہیں اور نہ ہی صرف ایک امداد برائے ترقی کا ذریعہ تھا بلکہ ہم سب کے لئے تقویتِ ایمان کا موجب بھی بنا۔ اس بات کی گواہی ہم میں سے ہر فرد دے سکتا ہے۔

اس سفر سے ہم نے بہت کچھ سیکھا۔ Africa اور وہاں کی عوام کے متعلق ہمارے علم میں اضافہ ہوا۔ ہم بہت سے مفید تجارب کے ساتھ گھر لوٹے۔ نو افراد کی اس ٹیم میں سے پانچ کا تعلق شعبہ طب سے تھا۔

حضورِ اقدس نے Humanity First کو Africa کے ممالک Togo, Benin, Niger کی ذمہ داری سونپی تھی۔ انہی ممالک میں پہلے سے ہی کئی projects امداد برائے ترقی کی طرف سے جاری تھے۔ اس سلسلہ میں ہماری بہت ساری ذمہ داریاں تھیں۔ میڈیکل ٹیم کو جو کہ پانچ افراد پر مشتمل تھی کئی طبی کیمپ Benin, Togo, Niger میں لگانے تھے۔ ایک اور ٹیم کے ذمہ یہ تھا کہ وہ ان ممالک کے معاشی حالات کا جائزہ لیں اور بہتری کے حل تجویز کریں۔

اس سے پہلے جو Humanity First کی ٹیمیں گئی تھیں انہوں نے تعلیمی اداروں اور اسکول کی ترقی کی طرف توجہ دی۔ ہماری ٹیم نے بھی اسکولوں کی امداد اور بہبود کا کام کیا جس میں متعدد اسکولوں کو benches اور uniforms فراہم کئے گئے۔ Humanity First کے چندوں سے ایک سلائی کا اسکول بھی شروع کیا گیا۔ اسکے علاوہ ہم نے غریب مچھیروں کو جال فراہم کئے جنکی انکو اشد ضرورت تھی۔

Porto Novo میں ایک IT-school تعمیر کرنے کے لیے ہم نے بنیادی تیاریاں کیں۔ جہاں تک مجھے علم ہے یہ Benin کا پہلا اور واحد IT-school ہوگا, انشاء اللہ۔ Africa کا سب سے بڑا مسئلہ پانی کی قلت کا ہے۔ اس قلت کو دور کرنے کے لئے Humanity First نے کنوؤں کی تعمیر کا ذمہ اپنے سر لے لیا۔ یہ ایک بڑا ہی کٹھن مسئلہ ہے جس میں درپیش کئی مشکلات ہیں جس میں Africa کی سخت پتھریلی زمین ہے اور جس میں ایک کنویں کا کھودنا ایک مشکل امر ہے۔ لیکن ان تمام مشکلات کے باوجود ہم ہمت نہیں ہارنے والے اور اللہ تعالیٰ کی مدد اور Humanity First کی کوششوں سے کوئی علاقہ نہیں چھوڑیں گے جہاں پانی کی قلت

ہو۔

ہمارے سفر کا آغاز جمعۃ المبارک 16.02.2005 Frankfurt Airport سے ہوا۔ ہم Air France کی flight سے Paris روانہ ہوئے اور پھر وہاں سے ہم Benin, Cotonou کے ہوائی اڈے Benin پہنچے۔ پر ہمارے استقبال کے لئے امیر جماعت Benin اپنی ٹیم کے ساتھ موجود تھے۔ اس دوران ہمارا Benin کی نیشنل عاملہ کے ممبران سے تعارف کروایا گیا جس میں چند مربی سلسلہ بھی موجود تھے جنہوں نے ہماری ٹیم کی مدد اور رہنمائی کرنی تھی۔ ہمارے استقبال کیلئے شامل افراد میں نیشنل صدر صاحبہ Benin کے ساتھ اور بھی جماعت کی خواتین موجود تھیں۔ Benin کی صدر صاحبہ لجنہ کا تعلق ایک معزز افریقن خاندان سے ہے۔

Europe سے جانے والوں کے لئے Africa کے سخت گرم موسم کا عادی ہونے کے لئے چند دن درکار ہوتے ہیں۔ اتنی شدید گرمی پڑتی ہے کہ رات گئے ہوئے بھی گھٹن سی محسوس ہوتی ہے۔

ہوائی اڈے سے ہم سیدھا Porto Novo روانہ ہوئے جو ملک Benin کا دارالخلافہ ہے اور ہماری جماعت کا مرکز بھی اسی شہر میں ہے۔ کچھ عرصہ کے لئے ہماری رہائش وہیں پر تھی۔ Cotonou اور Porto Novo دو بہت ہی خوبصورت شہر ہیں۔ انہیں دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ Africa جیسے پسماندہ براعظم میں بھی ایسے جدید شہر موجود ہیں۔ میرا Africa جانے کا خواب پورا ہوتا دیکھ کر میں بہت زیادہ حیران اور خوش تھی۔ ان علاقوں میں پہنچ کر جہاں ہمیں کام کرنا تھا یہ احساس شدّت سے ہوا کہ یہاں ''امداد برائے ترقی'' کی شدید ضرورت ہے۔ دولت کی تقسیم بہت ہی غیر منصفانہ ہے جیسا کہ دنیا کے اکثر پسماندہ ممالک میں ہوتا ہے۔ کئی علاقے ایسے بھی ہیں جہاں کبھی کوئی ڈاکٹر نہیں گیا۔ وہاں کے لوگوں کو طرح طرح کی بیماریاں لاحق ہیں لیکن انکے لئے علاج کی سہولت نہیں۔ وہاں کی آب و ہوا اور شدید موسم کی وجہ سے وہاں کے باشندوں کے چہروں اور جسموں پر پھوڑے اور پھنسیاں بہت نظمیں دہ ہوتی ہیں جنکا انکی صحتوں پر بھی برا اثر پڑتا ہے لیکن علاج کے لئے انکے پاس رقم و سہولت نہیں۔ ہمارے ملک میں بیماریوں کا علاج شروع سے ہی ہو جاتا ہے جبکہ Africa میں اسکے برعکس ہے۔ جبتک کہ ایک بیماری اپنی آخری منزل کو نہ پہنچ جائے اسکا علاج ممکن نہیں ہوتا۔ مثلاً آنکھ کی ایک ایسی بیماری لے لیں جو کہ اندھے پن کی طرف لے جاتی ہے۔ افسوس ہوتا ہے یہ دیکھ کر کہ بہت ہی معمولی رقم اور چیزوں کے ساتھ بڑی بیماریوں کی روک تھام ممکن ہے، جو کہ نہیں کی جاتی۔ وہاں کے عوام کے معیار زندگی کو معمولی امداد سے بہتر بنایا جاسکتا ہے۔ ان ممالک میں ہسپتالوں کی شدت سے کمی ہے اور نہ ہی وہاں کوئی operation کی سہولت ہے اور نہ ہی کوئی دندان ساز وہاں موجود ہے۔

Africa میں بہت سے ایسے علاقے بھی ہیں جہاں ابھی تک بجلی جیسی بنیادی سہولت موجود نہیں۔ اسی طرح

بہت سے علاقوں میں پانی کی قلت ہے۔ پانی اور بجلی کی عدم موجودگی سے نہ صرف انکی صحتوں پر برا اثر پڑتا ہے بلکہ انکی زراعت اور معیشت بھی متاثر ہوتی ہے اور پانی کی کمی سے چونکہ کھیتی باڑی متاثر ہوتی ہے جس سے انکی غذا میں بھی کمی رہ جاتی ہے۔

نظامِ تعلیم کی طرف بہت توجہ کی ضرورت ہے۔ ہم نے کچھ ایسے اسکول بھی دیکھے جہاں بچے صرف معمولی گھاس پھوس کی چھتوں کے نیچے پڑھتے ہیں۔ چند ایک کسی حد تک معیاری سکول تھے۔ جن اسکولوں میں امداد کی ضرورت ہے وہاں پر Humanity First نے آئندہ کے لئے انکی ضرورتوں کو پورا کرنے کا ذمہ لیا ہے۔ انشاء اللہ

چونکہ ہمارا قیام صرف دو ہفتوں کیلئے تھا اس لئے ہم نے اپنی ٹیم کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ ایک گروپ جسکی قیادت دو ڈاکٹرز نے کی Niger روانہ ہوئے اور وہاں انہوں نے متعدد medical camps لگائے۔ ملک Niger ۲۰۰۵ء کی قحط سالی کی وجہ سے Benin اور Togo کے ساتھ دنیا کے غریب ترین ممالک میں شمار ہوتا ہے۔ جو دوسرا گروپ تھا وہ Benin میں ہی مقیم رہا اور انہوں نے بھی پانچ medical camps لگائے۔ آخری ہفتہ میں دونوں ٹیمیں اکٹھی ہو کر Togo کے لئے روانہ ہوئیں اور وہاں چار medical camps لگانے کے ساتھ ساتھ دوسری امداد بھی پہنچائی۔ نئے projects پر کام کرنے کا جائزہ لینے کے لئے ہمایوں سلیم صاحب اور قاسم صاحب Benin میں ہی رک گئے۔

اب میں آپکو یہ بتانا چاہوں گی کہ ایک medical camp کس طرح لگایا جاتا ہے۔ اس camp کی اطلاع عوام کو ان تین طریقوں سے دی گئی: تحریراً اشتہار بانٹ کر، ریڈیو کے ذریعہ، اور زبانی۔ ہمارے اکثر camps اسکول میں لگا کرتے تھے اور ہمارے پہنچنے سے پہلے ہی کافی مریض وہاں موجود ہوتے تھے۔ طریقہ کار یہ تھا کہ مریضوں کو نمبرز تقسیم کئے جاتے اور انہیں باری باری کمرے میں بلا کر معائنہ اور علاج کیا جاتا تھا۔ معائنہ کے بعد دوائیاں لکھدی جاتیں جو انہیں دواخانہ سے مہیا کی جاتی تھیں۔ اوسطاً ہم ایک دن میں 600 - 1000 مریضوں کا معائنہ کرتے تھے۔ Europe کے لحاظ سے یہ ایک غیر معمولی بات ہے۔ camp کے اختتام تک بھی مریض موجود ہوتے تھے اور دوائیاں ختم ہونے کی وجہ سے ہمیں اس بات کا افسوس رہتا تھا کہ ایک کثیر تعداد کو ہم اپنی مدد نہیں پہنچا سکے اور ہمیں ان سے معذرت کرنی پڑتی۔ جن علاقوں میں ہم ایک قافلہ کی صورت میں رواں دواں تھے وہاں اکثر سڑکوں کے نظام کی وجہ سے کافی دشواری محسوس ہوتی تھی۔ خاص طور پر ٹوگو حقیقتاً ایک آزمائش کے طور پر ثابت ہوا۔ میری کوشش یہی ہوتی تھی کہ میں سفر کے دوران نیند میں رہوں کیونکہ وہاں کے سفر میری صحت کے موافق نہ تھے۔ خاص طور پر پہاڑی علاقوں کے سفر کافی مشکل تھے۔ اگرچہ ہم سب ہی بے حال اور تھکے ہوئے تھے مگر ہمارے پروجیکٹ کی شاندار کامیابی پر سب کے چہروں کی خوشی بھی دیکھنے کے قابل تھی۔ الحمدللہ

اپنی منزلوں تک پہنچنے کے لئے ہم ہر روز میلوں کا سفر

طے کرتے۔ طبّی خیمے خاص کر نہایت دلچسپ اور سبق آموز تھے اگر چہ ان میں کام کرنا کافی مشقت طلب تھا۔

افریقہ کے باسی کھلے دل کے، محبت کرنے والے حیرت انگیز انسان ہیں۔ انکی مہمان نوازی قابلِ تعریف ہے اور کسی بھی جگہ جائیں وہ ہاتھ ہلا ہلا کر آپ کا استقبال کریں گے۔ ان لوگوں سے میل جول بڑھانا نہایت ہی آسان اور خوشکن ہے۔ علاوہ ازیں ان کے رنگ برنگے نہایت ہی عمدہ افریقن لباس آنکھوں کی تسکین کا باعث بنتے تھے۔ اس موقع پر میں وہ تمام حسین واقعات بھی بیان کرنا پسند کروں گی جو اس سفر کے دوران پیش آئے۔ یہ کوئی تیسرا دن تھا جب گانوی کے علاقہ میں ہماری آمد ہوئی۔ ہم نے وہاں کے مقامی باشندوں سے ملاقات کی اور ان میں مچھلیاں پکڑنے والے جال تقسیم کیے۔ وہاں کے لوگوں کا پیشہ ماہی گیری ہے۔ یہ شہر وینس کے نام سے بھی مشہور ہے کیونکہ یہ شہر مکمل طور پر پانی پر تعمیر شدہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہاں کے لوگ گاڑیوں کی بجائے ایک مقام سے دوسرے مقام تک کشتیوں کے ذریعے پہنچتے ہیں۔ گانوی ایک حیرت انگیز شہر ہے اور الحمد للہ وہاں کی کثیر تعداد احمدی ہو چکی ہے۔ گانوی کے پہلے احمدی مسلمان بھی اسی شہر میں مسجد کے قریب دفن ہیں۔ بالکل یہ مسجد ہی ہماری منزل تھی جسکے لیے ہم نے اتنی جدوجہد کی۔ دو کشتیوں کے ذریعے ہم نے اس شہر کو پار کیا۔ اپنی حیرت انگیز کیفیات کے ساتھ ہم نے اس شہر کا نظارہ کیا اور تصویریں کھینچیں۔ اس شہر میں کیا نہیں موجود؟ طرح طرح کے بازار، دکانیں، سلون اور ہوٹل وغیرہ۔ یعنی سب کچھ ہی مگر پانی پر۔ بہر حال سب سے زیادہ قابلِ ستائش استقبال تھا۔ ہمیں لینے کے لیے ایک کشتی آئی جس کو چھوٹے چھوٹے احمدی لڑکے چلا رہے تھے۔ ہماری کشتی میں ایک ادھیڑ عمر کے صاحب بھی تھے جو کہ تمام سفر کے دوران لا الٰہ الّا اللہ کا وِرد اور وہ تمام خوبصورت نظمیں جو کہ ہم افریقہ کے تعلق سے جانتے ہیں، پڑھتے رہے۔ دائیں اور بائیں کشتیوں میں گھرے ہم آگے بڑھتے رہے۔ اور بعد ازیں لجنہ اماء اللہ کی کشتی میں سوار ہوئے۔ نظمیں پڑھتے ہم نے مسجد میں قدم رکھا جس میں ایک انتہائی خوبصورت تقریب منعقد تھی۔ مسجد لوگوں سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ سامنے مرد اور پچھلی جانب خواتین تھیں لہٰذا ہم بھی لوگوں میں شامل ہو گئے۔ گانوی ایک نہایت مصروف اور محنتی جماعت ہے جو کہ جماعتِ احمدیہ کی تعلیم پر کافی عبور رکھتی ہے۔ تقریب کا آغاز قرآنِ کریم کی تلاوت سے ہوا۔ بعد ازیں نمائندہ جماعت کا تعارف کروایا گیا۔ اختتامی تقریب ہیومینیٹی فرسٹ کی طرف سے مچھلی کے جال تقسیم کر کے ہوئی۔ اس کے بعد ہم نے گانوی جماعت سے رخصت لی اور واپسی کے سفر پر روانہ ہوئے۔

واپسی کے سفر میں ہماری کشتیوں کے درمیان ایک دوڑ لگی ہوئی تھی۔ آخر پر ہماری کشتی ہار گئی۔ اس رات ہمارے لیے آنکھیں بند کرنا ناممکن ہو رہا تھا کیونکہ وہ تمام گزرے ہوئے لمحے ہمارے بلند حوصلے اور جوشیلے مزاج کو مزید بھڑکا رہے تھے۔ خود میں نمازِ فجر تک جاگنے کی کیفیت میں رہی۔ بینن اور ٹوگو بہت ہی حسین علاقے ہیں جہاں ہر طرف سبزہ ہی سبزہ ہے۔ جس طرف بھی نظر اٹھائیں درخت ہی درخت نظر آتے ہیں چاہے وہ ناریل کے

درخت ہوں یا کیلوں کے، مختلف الاقسام پودے جیسے ''کاجو اور آم کے درخت اور اناناس کے باغ''۔ یہ تو صرف چند ہی نام ہیں۔ اس سفر کے دوران ہم نے اِن تمام اقسام کی زراعت کا مطالعہ کیا۔ پھر ہم نے جانوروں کی دنیا سے ملاقات بھی یہاں ہی کی جیسے بندر، مگر مچھ اور اس کے علاوہ اور بھی بہت سی دوسری قسموں کے۔ یہ ایک ایسی دنیا ہے جہاں انسان اور جانور نہ چاہتے ہوئے بھی ایک ہی جگہ مقیم ہیں۔ جیسے اکثر مکانوں میں چھپکلیاں، چوہے، لال بیگ، مچھر اور چیونٹیاں وغیرہ۔ ویسے انسان جلدی ان کا عادی ہو جاتا ہے ہم نے ان کی ویڈیو بھی بنائی۔ سب سے زیادہ شکر اس بات کا ہے کہ میری ملاقات کسی سانپ سے نہیں ہوئی ورنہ ایسی صورتحال میں، میں نے رضا کارانہ طور پہ اپنی جان کی قربانی کو ترجیح دینا تھی۔ افریقہ میں چڑیا گھر جانے کی ضرورت نہیں۔

یہاں پر ہر ضلع کی معمارانہ طرز اس علاقہ کے ہر دوسرے ضلع سے ہر لحاظ سے منفرد ہے۔ عمارتی لحاظ سے قلعے، محل، کوٹھیوں سے لے کر کالونی نظام اور سادگی کا نمونہ دیتی ہوئی گارے اور کیچڑ کی بنی جھونپڑیاں، حتّٰی کہ ہر قسم کے تعمیراتی نمونے ہم نے ہر جگہ دیکھے۔ شروع شروع میں تو یہ سب کچھ نہایت ہی دلچسپ تھا مگر جب ہمیں نزدیک سے ان کا مشاہدہ کرنے کا موقع ملا تو ہمیں اس قوم کی غربت کا اندازہ ہوا۔ ان شہروں میں ایک دن ضرور مغربی سٹینڈرڈ جیسا حفظانِ صحت کا نظام وجود میں آئے گا مگر فی الحال تو یہاں پر گٹر اور نالیوں تک کا انتظام نہیں۔ یہاں پر ہر گھر میں بیت الخلاء بھی موجود نہیں لہٰذا مجبوراً ہر ہوٹل یا قریبی پٹرول پمپ پر وقفہ کرنا ضروری ہے ورنہ اور سب کچھ استعمال کرنا مصیبت جھیلنے کے برابر ہی ہے۔ جرمنی کا کوڑے کرکٹ کا نظام اُن علاقوں کے لیے ایک مستقبل کا خواب ہے۔ کوڑا کرکٹ بلا تکلف ہر جگہ پھینک دیا جاتا ہے۔ جس کے نتائج جراثیموں کے ٹولے ہیں جو کہ بیماریوں کی صورت میں نظر آتے ہیں۔

اگرچہ ہمارا زیادہ وقت سفر میں یا کام میں گزرا پھر بھی ہم تھوڑا بہت وقت شہر کو دیکھنے یا خریداری کے لیے نکال لیتے۔ اور جو خریداری میں مول تول کرنا پسند کرتا ہے اسے ضرور افریقہ کا چکر لگانا چاہیے۔ ساحلِ سمندر پر جانے کا موقع بھی ہمیں مل گیا۔

بینن اور ٹوگو، بحراوقیانوس کے جنوبی حصّہ میں واقع ہیں۔ وہ نہایت خوبصورت اور پرسکون لمحے تھے۔ چونکہ ہم کرسمس کے دنوں میں ٹوگو میں موجود تھے تو ہمیں وہاں کے لوگوں کو کرسمس مناتے ہوئے دیکھنے کا موقع بھی مل گیا۔ وہاں پر یورپ کی طرح خاموشی اور روایتی لحاظ سے منانے کا رواج نہیں بلکہ کسی حد تک مسلمان ملکوں میں عید کی طرح منائی جاتی ہے اور گلیوں میں ایک دوسرے سے ملا جاتا ہے۔ بینن اور ٹوگو کی سرحد پار کرنا بھی ایک مہم کے برابر ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جرمنی میں بیوروکریسی کی زیادتی ہے افریقہ اس لحاظ سے اُن سے بھی ایک قدم آگے ہے۔ ہمیں کوئی گھنٹہ سے بھی زیادہ وقت محض ضروری کاروائی کے لیے لگا۔ وہ بھی صرف ۲۰ میٹر کی سرحد کو پار کرنے کے لیے۔ یہ بھی ایک انتہائی دلچسپ بات ہے کہ اس علاقے میں آپکو ایک بھی ایسی خاتون نہیں ملے گی جو باقاعدہ ملازمت نہ کرتی ہو۔ افسوسناک بات صرف یہ ہے کہ اس مزید بوجھ کا اثر بہت زیادہ حد

تک اُن کی صحت پہ پڑتا ہے وہ نہ صرف کمائی بلکہ فطرتی امور جیسے پیدائش وغیرہ اور گھریلو کام کاج کی بھی ذمہ دار ہیں۔افریقن مرد اپنی عورتوں سے کام کرواتے ہیں مگر خود بھی کام کرتے دیکھے گئے۔ بہر حال عورتوں پر جو دوگنا بوجھ ہے اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔آپ یہ بھی کم ہی دیکھیں گے کہ ایک افریقن مرد صرف ایک عورت کے ساتھ رہے بلکہ وہاں پر بہت سی عورتوں کو رکھنے کا رواج ہے۔

وہاں ایک اور بات بھی دیکھنے کو ملے گی جو کہ دنیا کے کسی خطہ میں نہیں پائی جاتی۔ ہر سڑک پہ ہر ۱۰ میٹر کے فاصلے پر آپ کو ایک ہیئر سیلون ملے گا۔ میں نے یہاں بہت سے بچے دیکھے جو کہ نہایت غربت کی حالت میں تھے اور محض زیرِ پتلون تھے مگر ان کے بال خوبصورت اور رنگین تھے۔افریقن لباس اور اشیائے خوردنی کی دکانیں بھی بہت زیادہ اور ہر جگہ پہ موجود ہیں۔مختصراً کہا جاسکتا ہے کہ یہ قوم خوراک کی بہت شوقین اور اپنے ظاہری طور طریقے کا بہت خیال رکھتی ہے اور بہت شوقین مزاج ہے جس میں ظاہری طور پر الکوحل بھی اپنا کردار تمام منفی ظاہری نتائج کے ساتھ ادا کرتی ہے۔

غربت کے باوجود یہ تمام انسان نہایت خوش مزاج تھے جس کا اثر ہم نے بھی لیا۔ یہ تمام انسان دل میں بسنے کے قابل ہیں اور یہی خواہش ہوتی ہے کہ مزید وقت ان کے ساتھ گزارا جاسکے۔ یہ ایک ظاہری امر تھا کہ اپنی فیملی کو دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی مگر حقیقتاً میں افریقہ میں رہنے کو ترجیح دیتی۔انسان کے پاس وہاں کچھ کرنے، کچھ بدلنے، اور کچھ اثر قبول کرنے کے بیشمار مواقع ہیں۔ ہر چھوٹا سا قدم اور تھوڑی سی بھی محنت وہاں سونے پہ سہاگہ کی مانند ہے۔ یہ کام محض انسانیت کی مدد اور محبت کے نام نہیں بلکہ اپنی ذات کے اندر ایک انسان کے لئے بھی ایک بہت ہی اعلیٰ درجہ کی نفع بخش تبدیلی ہے۔ مجھے خود یہ محسوس ہوا کہ میری زندگی اور میرے وجود کا کچھ مفہوم ہے۔ خدا نے مجھے کیوں تخلیق کیا؟ اس بات کا شعور مجھے یقیناً اب ہوا ہے۔قرآن کا فرمان ہے کہ ﴿ میں نے جنوں اور انسانوں کو پیدا کیا تا کہ وہ میری عبادت کرسکیں ﴾

انسانیت کی خدمت بھی ایک طرح سے خدا کی عبادت ہے۔اللہ اپنے بندے کی ہر قربانی پر اسکو اپنی محبت اور پیار سے انتہائی طمانیت بخشتا ہے۔میں امید کرتی ہوں کہ افریقہ کے پروجیکٹ کی اس روئیداد کے ذریعے میں آپ کو ہیومینیٹی فرسٹ کے کام کا مختصراً تجزیہ پیش کرسکی ہوں اور آپ کے حوصلے بلند کرسکی ہوں۔خدا کے سچے خادم کے طور پہ آج نہیں تو بیشک کل اپنی قابلیت، اہلیت، تعلیم اور اپنے ہنر کے ذریعے انسانیت کی خدمت بجالائیں یا معاشی طور پر اس سیارہ کی غربت کو دور کرنے کے اقدامات کریں۔ ہم میں سے ہر ایک کے لیے بہت سا کام کرنے کو پڑا ہوا ہے۔

کیا آپ کا رجحان اس طرف ہوا اور آپ بھی مدد کرنا چاہیں گے؟ تو مزید معلومات کیلئے ہیومینیٹی فرسٹ کے ہوم پیج پہ ضرور نظر ڈالئے جب آپ مکمل طور پر، پر یقین ہوں کہ آپ مدد کس طرح کرنا چاہتے ہیں اور کس پروجیکٹ میں شمولیت اختیار کرنا چاہتے ہیں؟ تو آپ تحریری طور پر بھی اپنی خدمات کی پیشکش کر سکتے ہیں۔

''جس نے عورت کو صالحہ بنانا ہو وہ خود صالح بنے''

''عورتیں چھپی ہوئی دانا ہوتی ہیں''

عورتوں کا ذکر

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ

''کوئی زمانہ ایسا نہیں ہے جس میں اسلامی عورتیں صالحات میں نہ ہوں گو تھوڑی ہوں مگر ہوں گی ضرور۔ جس نے عورت کو صالحہ بنانا ہو وہ خود صالح بنے ہماری جماعت کے لئے ضروری ہے کہ اپنی پرہیز گاری کے لئے عورتوں کو پرہیز گاری سکھادیں ورنہ وہ گنہگار ہوں گے اور جبکہ اس کی عورت سامنے ہو کر بتلاسکتی ہے کہ تجھ میں فلاں فلاں عیب ہیں تو پھر عورت خدا سے کیا ڈرے گی۔ جب تقویٰ نہ ہو تو ایسی حالت میں اولاد بھی پلید پیدا ہوتی ہے، اولاد کا طیب ہونا تو طیبات کا سلسلہ چاہتا ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو پھر اولاد خراب ہوتی ہے۔ اس لئے چاہیے کہ سب توبہ کریں اور عورتوں کو اپنا اچھا نمونہ دکھلاویں۔ عورت خاوند کی جاسوس ہوتی ہے وہ اپنی بدیاں اس سے پوشیدہ نہیں رکھ سکتا۔ نیز عورتیں چھپی ہوئی دانا ہوتی ہیں یہ نہ خیال کرنا چاہیے کہ وہ احمق ہیں وہ اندر ہی اندر تمہارے سب اثروں کو حاصل کرتی ہیں جب خاوند سیدھے رستہ پر ہوگا۔ تو وہ اس سے بھی ڈرے گی اور خدا سے بھی۔ ایسا نمونہ دکھانا چاہیے کہ عورت کا یہ مذہب ہو جاوے کہ میرے خاوند جیسا اور کوئی نیک دُنیا میں نہیں ہے اور وہ یہ اعتقاد کرے کہ یہ باریک سے باریک نیکی کی رعائت کرنے والا ہے۔ جب عورت کا یہ اعتقاد ہو جاوے گا تو ممکن نہیں کہ وہ خود نیکی سے باہر رہے۔ سب انبیاء اولیاء کی عورتیں نیک تھیں اس لئے کہ ان پر نیک اثر پڑتے تھے۔ جب مرد بدکار اور فاسق ہوتے ہیں تو ان کی عورتیں بھی ویسی ہی ہوتی ہیں۔ ایک چور کی بیوی کو یہ خیال کب ہوسکتا ہے کہ میں تہجد پڑھوں۔ خاوند تو چوری کرنے جاتا ہے تو کیا وہ پیچھے تہجد پڑھتی ہے؟ **الرجال قوامون علی النساء** اسی لئے کہا ہے کہ عورتیں خاوندوں سے متاثر ہوتی ہیں۔ جس حد تک خاوند صلاحیت اور تقویٰ بڑھادے گا کچھ حصہ اس سے عورتیں ضرور لیں گی۔ ویسے ہی اگر وہ بدمعاش ہوگا تو بدمعاشی سے وہ حصّہ لیں گی''۔

(البدر جلد ۲ نمبر ۱۰ صفحہ ۷۳۔۷۴ مورخہ ۲۷ مارچ ۱۹۰۳ء)

اذکرو امواتکم بالخیر

"یادیں۔ سرمایہ حیات یادیں"

(عاصمہ اکرام۔ رائن ہائم)

وہ خوبیوں کی ایک مجسم مثال تھیں

گفتار میں کردار میں یکتائے روزگار

آنکھیں اشکبار اور دل غمگسار ہیں کہ وہ شفقتوں اور محبتوں کا پیکر پیارا وجود سراپا پیار اور ہر دلعزیز ہماری پیاری ماں ۲۸ مارچ کی صبح گیارہ بجے ہمیں چھوڑ کر خالق حقیقی سے جا ملیں (کل من علیھا فان)

نہیں انکار اس سے ہم کو یہ دنیا تو فانی ہے۔ جو گذرے دین کی خاطر امر وہ زندگانی ہے۔۔ میری والدہ انجمن آراء ملک اہلیہ عبد القدیر مرحوم جو کہ رحمت اللہ خان شاکر (سابق ایڈیٹر الفضل) کی بڑی بیٹی حافظ نور محمد (صحابی حضرت مسیح موعود) کی بڑی پوتی ڈاکٹر عبداللہ آف قلعہ صوبہ سنگھ کی بڑی نواسی اور شیخ عبدالکریم آف مغلپورہ کی بڑی بہو جن کے متعلق ایک سسر کے یہ الفاظ کہ "انجمن آراء جیسی بہو اگر ہر گلی، ہر محلے میں نہیں تو ہر شہر میں ایک ضرور ہونی چاہیئے"۔ ہماری پیاری والدہ تین سال کی عمر میں ہی ماں کی شفقت سے محروم ہو گئیں اور اپنے ڈیڑھ سالہ بھائی ملک خالد سیف اللہ کے ساتھ شفیق والد اور ان سے بھی زیادہ شفیق دادا کے سایہ شفقت میں بڑی ہوئیں دوسری والدہ کے سات بیٹوں یعنی آٹھ بھائیوں کی اکلوتی بہن جس نے دوسری والدہ کی ذمہ داریوں میں بھرپور ساتھ دیا ان کی دینی و دنیاوی تعلیم اور دوسری گھریلو ذمہ داریاں پھر اپنی والدہ کو اردو پڑھنا لکھنا سکھایا یہاں تک کہ انہوں نے خط بھی لکھنا اور پڑھنا سیکھ لیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے قادیان میں ایک تحریک جاری کی تھی کہ قادیان کی تمام عورتوں اور بچیوں کو قرآن پاک ناظرہ و باترجمہ ضرور آنا چاہیئے۔ ۱۳ سال کی عمر میں والدہ صاحبہ نے پیارے امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے قادیان میں قرآن پاک پڑھانا شروع کیا اور جب تک زبان نے ساتھ دیا قرآن پاک پڑھاتی رہیں۔ لاہور مغلپورہ کے سب احمدی گھرانوں کی خواتین، بچوں۔ بچیوں نیز بہت سی غیر از جماعت ممبرات کی قرآن پاک کی استاد رہیں۔ نماز فجر کے بعد جو یہ سلسلہ شروع ہوتا تو رات آٹھ۔ نو بجے تک یہ سلسلہ جاری رہتا۔ تقریباً ۴۰۔ ۵۰ کی تعداد میں قرآن پاک پڑھنے والے اکثر دن میں دو دفعہ بھی پڑھنے آجاتے ۔خاندانی ذمہ داریوں کے ساتھ جماعتی ذمہ داریاں۔ قیادت کی صدارت۔ لجنہ قرآن کلاسز نیز خدمت خلق اس کے علاوہ ہوتیں ۔والد صاحب کی زندگی میں ان کے گھریلو کاروبار میں بہت سا حصہ والدہ صاحبہ کا ہوتا۔ ۳۵ سالہ بیوگی کے دور میں ۹ بچے جن میں سے ابھی کوئی بھی اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے قابل نہ تھا ان سب کی پرورش اور تمام ذمہ داریاں بہ احسن نبھائیں۔ ہر قسم کے نشیب و فراز اپنی اکیلی جان پر برداشت کیے اور انما

اشکو بثی وحزنی الی اللہ کے تحت اپنا ہر قسم کا رازدار اسی پیاری ذات کو بنایا جس کے سوا کوئی مشکل کشا نہیں۔ مگر ؎ ساری فکریں اور غم نہ ہوں فقط اپنے لیے۔۔ بن کے ساری خلق کا غم خوار رہنا چاہیے

کے مطابق دوسروں کی پریشانیاں، غم کھلے دل سے سنتیں، دلجوئی کرتیں اور اچھے مشوروں سے نوازتیں۔۸۸۔۱۹۸۷ء میں لندن بیٹے کے پاس آئیں اور پھر وہاں سے کچھ عرصہ بعد جرمنی آ گئیں۔ چار سال فرنکفورٹ حلقہ نور مسجد کی صدر رہیں۔ پھر یہاں سے شفٹ ہونے کے بعد جماعت بابن ہاؤزن کی صدارت ۳،۴ سال کی۔ پھر جماعت گروس ام شٹڈ کی صدر رہیں۔ جب خرابیٔ صحت کی وجہ سے اپنے فرائض صحیح طرح انجام نہ دے سکیں تو خود ہی کہہ کر انتخاب کروایا کہ مجھے یہ مناسب نہیں لگتا کہ میں صرف صدارت اور سائن ہی کروں اور محنت کوئی اور کرے۔ جماعت گروس ام شٹڈ کے علاقہ گروس زمرن جہاں آپ کی رہائش تھی وہاں کی سب ممبرات اور بچوں کو قرآن پاک باترجمہ پڑھایا۔ پھر شفٹ ہو کر اپرٹس ہاؤزن آ گئیں یہاں بھی بہت سے لوگوں کو فون پر قرآن پاک پڑھایا۔ آپ کے والد صاحب چونکہ شاعر تھے اس لیے آپ کو بھی شعروشاعری سے بہت دلچسپی تھی۔ گاڑی میں سفر کرتے ہوئے اکثر بیت بازی یا پھر اونچی آواز میں دعائیں پڑھتی رہتیں۔ گھریلو کاموں کے دوران بھی دعائیں اور قرآن پاک پڑھتی رہتیں۔ حضرت مسیح موعودؑ اور دوسرے احمدی شعراء کی بہت سی نظمیں زبانی یاد تھیں۔ جماعتی رسالوں میں مضامین لکھنے کی توفیق بھی ملتی رہی۔ ۱۹۷۱ء میں بھٹو کے دور اقتدار میں مغلپورہ پولنگ سٹیشن کے تمام انتظامات آپ کے ذمہ تھے۔ ساری اولاد کو بہت زیادہ خدمت کی توفیق ملی۔ آخر میں اپنے جس بیٹے اور بہو کے پاس رہیں انہوں نے خدمت کا صحیح حق ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو قبول فرمائے اور ہم سب بہن بھائیوں کو اپنے والدین کے لیے صدقہ جاریہ بنائے اور ہماری نسلوں میں سے ایسے ہی خادم دین تیار ہوتے رہیں۔ جن کے لئے حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ ''جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے''۔ خدا تعالیٰ میری والدہ کی طرح کے وجود ہماری نسلوں میں بھی پیدا کرے آمین ثم آمین

؎ اس کی خوشبو کا تسلسل تو رہے گا قائم
وہ جو مٹی کے سپرد ایک امانت کی ہے۔

حیاتِ جاوداں

یونان کی ایک عدالت نے ایک ستر سالہ بوڑھے عالم سقراط کو کفر اور غداری کے الزام میں سزائے موت دی۔ سقراط نے بڑے صبر کے ساتھ زہر کا پیالہ پیا اور اس دارِ فانی سے کوچ کر گیا۔ لیکن تاریخی حقیقت گواہ ہے کہ سقراط کو سزائے موت دینے والوں کا کہیں نام و نشان نہیں ملتا مگر سقراط کی تعلیمات کو لوگ آنکھوں سے لگاتے ہیں۔

دلکش شخصیت کے حسین راز

(سکینہ یوسف بلوچ۔ لمبرگ)

انسان کی اندرونی صفات میں موقع شناسی کی اھمیت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ یہ شخصیت کو ابھارنے میں بہت معاون ثابت ہوتی ہے موقع شناس انسان وہ ہوتا ہے جسے یہ معلوم ہو کہ کس موقع پر کیا قدم اٹھانا چاہیے؟ مثلاً یہی کہ کب بولا جائے اور کہاں چپ رہا جائے؟ جب کوئی دوسرے شخص کے رجحان کو سمجھ کر بولتا ہے تو یہ گویا اس کی موقع شناسی ہوتی ہے اگر آپ کسی شخص کی پسند اور ناپسند کو سامنے رکھ کر بات کریں تو آپکی بات زیادہ مؤثر ثابت ہوتی ہے۔ یہ کام آپ بہتر طور پر کرسکتے ہیں، جہاں آپکو دوسرے شخص کے رجحانات کا علم ہو۔ مگر جہاں سامنا کسی اجنبی سے ہو تو معاملہ اتنا آسان نہیں رہتا ، یہاں آپکی غلطی سے سامنے والے کو ٹھیس بھی لگ سکتی ہے۔ اس کے اندر دل میں آپکے خلاف جذبات بھی پیدا ہوسکتے ہیں۔ اس جگہ سوال پیدا ہوتا ہے؟ پھر آخر ہم کیا کرسکتے ہیں؟ اس ضمن میں کچھ بنیادی اصول ہیں۔ ان پر اگر توجہ کی جائے تو آپ کے لیے کوئی دشواری نہیں رہے گی، انشاءاللہ العزیز۔

الف۔ کسی سے ملتے وقت یعنی کسی اجنبی سے رابطے کے وقت اچھا طریقہ یہ ہے کہ اس کو بتائیں کہ آپ نے اس کے بارے میں کیا کچھ دوسروں سے سن رکھا ہے، واضح ہو کہ یہاں اسے وہی باتیں بتائیں جو آپ نے اسکی تعریف میں سن رکھی ہیں۔ اسی طرح کوئی قابل تعریف بات ہو تو وہ ضرور کہیں، یعنی تعریف کرنے میں کنجوسی مت کریں۔ اسکا یہ مطلب بھی نہیں کہ آپ خوشامدانہ رویہ اختیار کریں۔ خوشامدانہ گفتگو خلوص سے عاری ہوتی ہے اور اسکی جڑیں نہیں ہوتی ہیں سچی تعریف سے آپکے لئے دوسرے کے ہاں نرم گوشہ ابھر آتا ہے۔

ب۔ ہم لوگ اکثر ان لوگوں کے نام بھول جاتے ہیں۔ جن سے کم کم ملنا ہوتا ہے۔ نام کا ذہن سے اتر جانا ہمیشہ حافظے کی کمزوری سے نہیں ہوتا۔ یہ دراصل اکثر عدم دلچسپی کی وجہ سے بھی ہوتا ہے۔ کوشش کریں کہ لوگوں کے نام نہ بھولیں۔

ج۔ اکثر ہم کسی پر اعتبار کر کے اسے کچھ راز کی باتیں بتا دیتے ہیں۔ اگر وہ اسے مشتہر کردے۔ تو اس سے ہماری سبکی ہوتی ہے۔ یہ آپ کا فرض بنتا ہے کہ اگر کوئی آپ کو راز دار بناتا ہے تو اس کے راز کی حفاظت کریں۔ ادھر ادھر اس کا ذکر نہ کریں۔

د۔ آداب گفتگو میں چند باتیں روا رکھنے والی ہوتی ہیں۔ میں، میرا خیال، مجھے اور اس طرح کے جملے کم سے کم بولیں۔ کسی سے بات کرتے ہوئے "آپ نے جو کچھ کہا"، "آپ کی وہ بات" اور ایسے جملے زیادہ بولیں۔ جن سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ آپ دوسروں کی باتیں توجہ سے سن رہے ہیں۔

ر۔ محفل میں ہوں۔ یا باہر کبھی دوسروں پر طنز نہ کریں۔ کسی کا تمسخر نہ اڑائیں۔ مذاق کو شستہ رکھیں۔ زہریلے جملوں سے پرہیز کریں۔ خواہ آپ کتنے ہی حاضر جواب کیوں نہ ہوں۔ اپنے لہجے

میں، اپنی بات میں ایسے عنصر کو شامل نہ ہونے دیں۔ جس سے دوسروں کے اندر دل میں غم یا غصے کے جذبات ابھرتے ہوں۔

ڑ۔ کسی شخص سے کوئی ایسی بات سرزد ہو جائے جو اس کے لیئے باعث شرمندگی ہو تو اس سے خوبصورتی سے صرف نظر کریں اور دوسروں کو شرمندگی سے بچائیں۔ اسے شرمندہ ہونے کا موقع نہ دیں۔

ط۔ غلطیاں ہم سب سے ہوتی ہیں۔ آپ سے بھی کوئی غلطی ہو جائے اور کوئی توجہ دلائے تو صدق دل سے اپنی غلطی تسلیم کریں، یہ کوئی سبکی کی بات نہیں ہے اعتراف کر لیں کہ آپ سے غلطی ہو گئی ہے۔ غلطی تسلیم کرنے سے کوئی چھوٹا نہیں ہوتا بلکہ اس میں آپ کا بڑا پن ظاہر ہوگا۔

ظ۔ محفلوں میں یا روبرو گفتگو میں لوگوں کی عادت ہوتی ہے۔ کہ وہ خود ہی بولتے رہتے ہیں اور بہت کم کسی اور کی سنتے ہیں۔ یہ بہت بری بات ہے سب بولنا چاہتے ہیں۔ ان کی بھی سنی جائے۔ اسی طرح از حد سنجیدگی کا مظاہرہ بھی درست نہیں ہوتا۔ کسی روبوٹ کی طرح سپاٹ چہرہ کسی کو اچھا نہیں لگتا۔ اپنے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ رکھیئے۔ اگر لوگ خوش ہو رہے ہوں تو ان کی ہنسی میں شرکت کیجئے۔ کسی سے مسکرا کر ملنا اور بات کرنا بھی صدقہ ہے اس انمول ثواب سے محروم نہ ہوں۔ ایک ذراسی مسکراہٹ آپ کی دلکشی کی ضامن اور اچھے اخلاق کی ضمانت بن سکتی ہے اور بہت سی چھوٹی چھوٹی خوشیوں کا گہوارہ بن سکتی ہے۔ کسی بھی نیکی کو معمولی خیال نہ کیجئے۔

ع۔ اپنے آپ کو اس بات کا فائدہ نہ دیں کہ آپ کو معلوم نہیں تھا اور آپ کو اس بات کا علم نہیں تھا وغیرہ۔ وہ شخص جسے موقعہ ناشناس کہا جاتا ہے عموماً دوسروں کے جذبات کو ٹھیس پہنچا جاتا ہے۔ اس میں اور ایک خود غرض مطلبی انسان میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ جو یہ حرکت جان بوجھ کر کرتا ہے۔ وہ لوگ جو کامیاب دیکھے گئے ہیں عموماً موقع شناس ہوتے ہیں۔ اگر آپ زندگی میں کامیابی کے خواہاں ہیں تو آپ کو موقع شناسی پر بھرپور توجہ دینا ہوگی۔ یہ باتیں آسان بھی ہیں اور قابلِ فہم بھی۔ ان کو ذہن نشین کیجئے اور ان پر عمل درآمد بھی کیجئے۔

انشاء اللہ اس کے نتائج آپ کو حیرت انگیز ملیں گے۔ آپ کے راستے ہموار ہوتے جائینگے۔ دوسروں کی جانب سے آپ کو تعاون بھی ملے گا اور سہارا بھی۔ یہ کام دل کی خوشی سے، خود اپنے آپ سے بلا کسی فرمائش کے کریں۔ یہ اصول آزمائے ہوئے اور نہایت سادہ ہیں۔ یہ دیکھنے میں عام نظر آتے ہیں مگر ان کے اندر تجربوں کا نچوڑ بھرا ہے۔ آپ ایک دفعہ خوش اخلاقی کا لبادہ تو اوڑھیں، آپ خود بھی خوش وخرم رہیں گے۔ دوسرے بھی آپ کی ایک ذراسی مسکراہٹ سے اور اخلاق سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہیں گے۔ وہ افراد جو اپنی شخصیت کو بہتر بنانے میں دلچسپی رکھتے ہیں ان باتوں کو نظر انداز نہ کریں۔ بلکہ ان کو مشعل راہ بنائیں۔ ایسے ہی لوگ کامیاب اور بامراد ہیں۔ آپ نے جو کچھ پڑھا۔ اس پر عمل کیجئے۔ اچھی بات پر عمل کا کوئی وقت نہیں ہوتا، اس پر کسی بھی لمحے عمل پیرا ہوا جاسکتا ہے۔

جی ہاں۔ Keep Smiling۔

☆ ...... ☆ ...... ☆ ...... ☆

جستہ جستہ

حاضر جواب

ایک بادشاہ نے اپنے ایک حاضر جواب درباری سے پوچھا: ''میری ہتھیلیوں پر بال کیوں نہیں ہیں؟''

درباری نے جواب دیا: ''جہاں پناہ! آپ کی ہتھیلیوں پر بال خیرات کرتے کرتے اُڑ گئے ہیں۔''

بادشاہ نے پھر سوال کیا کہ میرے علاوہ دوسرے لوگوں کی ہتھیلیوں پر بال کیوں نہیں ہیں؟

درباری نے جواب دیا: ''جہاں پناہ! ان کی ہتھیلیوں کے بال خیرات لیتے لیتے اُڑ گئے ہیں۔''

بادشاہ نے مسکرا کر دریافت کیا: ''اچھا جو لوگ نہ خیرات دیتے ہیں اور نہ لیتے ہیں، اُن کی ہتھیلیوں پر بال کیوں نہیں ہیں؟''

درباری نے جواب دیا: ''جہاں پناہ! اُن کے بال کفِ افسوس ملتے ملتے اُڑ گئے ہیں کہ ہم نے دنیا میں کچھ دیا نہ لیا۔''

جھوٹ

بروزِ حشر ایک ڈاکٹر، ایک انجینئر اور ایک وکیل پیش ہوئے، تو فرشتوں نے ڈاکٹر سے سوال کیا کہ تم نے زندگی میں کتنے جھوٹ بولے؟

ڈاکٹر نے جواب دیا: ''پانچ''۔ ڈاکٹر کو سزا کے طور پر میدانِ حشر کے پانچ چکر لگوائے گئے۔

پھر انجینئر کی باری آئی۔ اس سے سوال کیا گیا۔ تم نے زندگی میں کتنے جھوٹ بولے؟ جواب ملا ''سات''۔ اُسے سزا کے طور میدان کے سات چکر لگوائے گئے۔

اس کے بعد وکیل کی باری تھی۔ مگر فرشتوں نے دیکھا کہ وکیل غائب ہے۔ اسے تلاش کیا گیا تو ایک ''پٹرول پمپ'' پر مل گیا۔ فرشتوں نے پوچھا کہ یہاں کیا کر رہے ہو؟

وکیل نے جواب دیا: ''چکر لگانے کے لئے موٹر سائیکل کی ٹنکی فل کر رہا ہوں۔''

جھوٹ

حضرت امام بخاریؒ طلبِ حدیث میں ایک شخص کی شہرت سُن کر طویل فاصلہ طے کر کے اس کے پاس پہنچے۔ اسی اثناء میں اُس شخص کا گھوڑا بھاگ گیا۔ اور وہ اپنی چادر کی گٹھڑی بنا کر اُسے دکھاتے ہوئے بلانے لگا، گویا اُس میں اناج ہے۔ گھوڑا لالچ میں آ گیا اور گٹھری کے قریب پہنچ کر اُس پر منہ مارنے لگا۔ مالک نے اُسے پکڑ لیا۔ امام بخاریؒ نے اس شخص سے پوچھا: کیا اس گٹھڑی میں اناج تھا؟ وہ بولا: ''نہیں میں تو یونہی اُسے پکڑنے کے لئے گٹھڑی بنا کر دکھائی تھی''۔ امام بخاریؒ فوراً یہ کہکر وہاں سے چل دیئے: ''میں اس شخص سے حدیث کا علم حاصل نہیں کر سکتا جو جانور سے جھوٹ بولتا ہو۔''

جنتی کون؟

ایک نیک آدمی نے خواب میں دیکھا کہ بادشاہ جنت میں ہے اور ایک درویش دوزخ میں ہے۔ وہ سوچ میں پڑ گیا کہ لوگ یہ سمجھ رہے تھے کہ بادشاہ دوزخ میں ہوگا اور درویش جنت میں۔ لیکن یہاں تو معاملہ اس کے برعکس ہے۔ معلوم نہیں اس کا کیا سبب ہے۔ غیب سے آواز آئی۔ یہ بادشاہ درویشوں سے عقیدت

رکھتا تھا۔ اس لئے جنت میں ہے۔ اور اس درویش کو بادشاہ کے قریب رہنے کا شوق تھا اس لئے جہنم میں ہے۔

چار چیزیں

ایک دفعہ حضرت موسیٰؑ کہنے لگے کہ کیا ہی اچھا ہوتا کہ چار چیزیں ہوتیں اور چار چیزیں نہ ہوتیں۔

زندگی ہوتی	اور	موت نہ ہوتی
جنت ہوتی	اور	دوزخ نہ ہوتی
امیری ہوتی	اور	غریبی نہ ہوتی
تندرستی ہوتی	اور	بیماری نہ ہوتی

تو غیب سے آواز آئی کہ اگر زندگی ہوتی اور موت نہ ہوتی تو میرا دیدار کون کرتا۔ اگر جنت ہوتی اور دوزخ نہ ہوتی تو میرے عذاب سے کون ڈرتا۔ امیری ہوتی اور غریبی نہ ہوتی تو میرا شکر کون ادا کرتا۔ تندرستی ہوتی اور بیماری نہ ہوتی تو مجھے کون یاد کرتا۔ یہ باتیں حضرت موسیٰؑ نے سُنیں تو کہا بے شک میرے پروردگار تیرے ہر کام میں کوئی نہ کوئی حکمت ہے۔

(ماخوذ از ہفتہ وار لاہور، مرسلہ:۔ بشریٰ شکور خان، البانیہ)

جلیبی

ایک ایرانی پاکستان آیا تو حلوائی کی دکان پر گیا جو جلیبی بنا رہا تھا۔ اس نے فارسی میں پوچھا۔

"ایں چیست؟ (یہ کیا ہے؟)

حلوائی بولا۔ "تیل میں تلیست"

فارسی بولا "چہ میگوئی؟" (کیا کہتے ہو؟)

حلوائی بولا "تیل میں ڈبوئی"

(نجمہ مبارکہ goddelau)

بزمِ اشعار

بیٹی تیرے گلے میں نمازوں کے ہار ہوں

چمپا کلی کے دانے، صیام النہار ہوں

جھومر ہو حسنِ خلق، گلوبند محبّ حق

سہرے کے پھول منزل قرآن کے ورق

کانوں کی بالی حلقہء بگوشی خدا کی ہو

ہاتھوں کی چوڑی دست نگری مصطفےٰ کی ہو

بُندے ہوں بندگی کے تو پتّے خشوع کے

کنگن کڑے دوام، قیام و رکوع کے

"بات ہے سمجھ کی"

☆ عورت کا حسن اسے مغرور بنا دیتا ہے۔ اسکی نیکی اسکے لئے مدّاح پیدا کر دیتی ہے لیکن وفا اسے دیوتائی صورت میں نمایاں کرتی ہے۔

☆ نصیحت سچی خیر خواہی ہے جسے ہم نہیں سنتے۔ لیکن خوشامد بدترین دھوکا ہے جس پر ہم پوری توجہ دیتے ہیں۔

☆ زندگی کی سب سے بڑی فتح نفس پر فتح پانا ہے۔ اگر نفس نے دل پر فتح پائی تو سمجھو کہ وہ دل مردہ ہے۔

(نصیرہ ودود۔ گریس ہائم)

چند نسخے ۔ چند ٹوٹکے

رزق کو ضائع ہونے سے بچائیں اور مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھیں:

"(۱)- مارکیٹ سے پھل اور سبزیاں خریدنے کے بعد تھیلیوں سے نکال کر رکھیں کیونکہ کھلی ہوا میں رکھنے سے اشیاء گلنے نہیں پاتیں۔ تھیلیوں میں بند رہنے سے بعض اشیاء داغی ہوجاتی ہیں مثلاً آلو۔ پیاز۔ ٹماٹر۔ سیب۔ اورنج وغیرہ۔

(۲)- بعض وقت پہلے تھیلیوں میں کوئی گلی ہوئی سبزی یا کوئی پھل کا حصہ گلا ہوا ہوتا ہے۔ بند پڑے رہنے سے دوسرے بھی خراب ہوجاتے ہیں۔

قبض (Constipation)

کا خشک آلو بخارے سے علاج

رات کو دس دانے تھوری سی املی کے ساتھ پانی میں بھگو دیں۔ صبح نہار منہ نتھار کر پی لیں۔ تھوڑا سا نمک ذائقہ کے لئے شامل کرسکتے ہیں۔ ہفتہ میں کم از کم دو دفعہ ضرور لیں۔ گرمیوں کے موسم میں یہ ایک بہترین Tonic ہے اور جگر، معدہ اور آنتوں کی گرمی کو دور کرتا ہے۔

لیموں (Lemon) کے فوائد

گرمیوں کے موسم میں Diarrhoea اور Vomiting (قے) کے لئے مفید ہے۔ جگر اور معدہ کی گرمی کو دور کرتا ہے اور جراثیم کش بھی ہے۔

ٹھنڈے پانی میں حسبِ ذائقہ چینی اور نمک ملا کر کھانا کھانے سے پہلے استعمال کریں۔ کھانے کے بعد گرم پانی میں ہلکا سا نمک اور تھوڑی سی چینی ملا کر لے سکتے ہیں۔ لیکن اس مشروب کے زیادہ استعمال سے قبض ہوسکتی ہے۔

داغ دھبے صاف کرنے کے بھی کام آتا ہے۔ اس کے استعمال سے چینی، سٹیل اور پلاسٹک کے برتن چمک جاتے ہیں۔ فرج کا اندرونی حصہ اور کپڑوں پر زنگ اور کھانے کے داغ بھی دور ہوجاتے ہیں۔ اس کے علاوہ جن کے بال کھردرے ہوں اس کے استعمال سے نرم ہوجاتے ہیں۔ اس کے استعمال کا طریق یہ ہے کہ بال دھونے سے تقریباً ایک گھنٹہ پہلے بالوں پر اس کا رَس لگائیں۔ لگاتے ہوئے احتیاط کریں کوئی قطرہ آنکھوں میں نہ جائے۔ مسلسل ۷ دن کے استعمال سے اس کا فائدہ نظر آئے گا۔

آنکھوں کے حلقے آزمودہ نسخہ

رات کو سرسوں کا تیل لے کر انگلیوں کے پوروں سے آنکھوں کے نیچے، آنکھیں بند کر کے اوپر ہلکا سا مساج کریں۔ انشاء اللہ ایک ہفتہ میں تقریباً حلقے دُور ہوجاتے ہیں۔ (عالیہ غزل)

الرجی کا دمہ آزمودہ دیسی نسخہ

ملٹھی ایک پاؤ (باریک نہ ہو موٹی ہو جس میں زیادہ آٹا نکلے)

بادام ایک پاؤ (چھٹانک گری)

بقیہ صفحہ 79 پر

بادام کا شربت

اجزاء:۔

بادام	آدھا کلو	چینی	ڈیڑھ کلو
الائچی	۱۲عدد	پانی	ایک لیٹر

ترکیب:۔

بادام ایک دن کے لئے بھگو دیں اور دوسرے دن چھیل کر تھوڑا تھوڑا پانی ڈال کر باریک پیس لیں اور ململ کے کپڑے میں چھان لیں اب یہ پسے ہوئے بادام چینی اور پانی میں ڈال کر چولھے پر چڑھادیں جب قوام تیار ہو جائے تو الائچی پیس کر اس میں شامل کر دیں اور اس کو گاڑھا ہونے دیں یہ شربت کافی گاڑھا ہوتا ہے اب اس کو اُتار کر ٹھنڈا ہونے پر کسی شیشے کے جار میں ڈال دیں اور دو چمچ ایک گلاس دودھ یا پانی میں ملا کر نوش فرمائیں ۔ بہت ہی لذیذ اور دل و دماغ کے لئے مُفرّح ہوتا ہے۔

(نفیسہ کبیر۔ بادہمبرگ)

کچنار کی کلی

اجزاء

کچنار	ڈیڑھ پاؤ
پیاز	ایک پاؤ
دہی	ایک پاؤ
لہسن	بارہ جوئے
نمک	حسب ذائقہ
سرخ مرچ	حسب ذائقہ
کوکنگ آئل	ایک کپ
ہرا دھنیا	آدھی گٹھی

ترکیب:

کچنار کی ڈنڈی توڑ دیں اور پھول نکال دیں۔ پہلے ہی کچنار کی صرف کلیاں خریدیں پھول نہ خریدیں۔ پھر اس کو پانی میں بھگو دیں۔ ایک دیگچی میں کوکنگ آئل ڈالیں اور اس میں پیاز کو بھون کر بادامی کر لیں۔ لہسن پیس کر ڈال دیں۔ نمک اور سرخ مرچ ڈال کر بھونیں۔ اچھی بھوننے کے بعد اس میں کچنار ڈال دیں۔ اب اس پر دہی پھینٹ کر ڈال دیں۔ اور ہلکی آنچ پر دم پر رکھ دیں۔ جب کچنار گل جائے تو آنچ تیز کر کے پانی خشک کر یں اور پھر پانچ منٹ دم پر رکھیں۔ اب ہرا دھنیا کاٹ کر ڈالیں۔ اور ہلکے پھلکے پراٹھے، بیسن کی روٹی یا مکھن سے چوپڑی روٹی کے ساتھ نوش فرمائیں۔ بہت مزے کی ذائقہ دار سبزی بنے گی۔ شوگر کے مریض کے لیے خاص طور پر بہت ہی مفید ہے (سکینہ یوسف

شاشلک: (گوشت اور سبزی کے تکّے)

اجزاء

گوشت چکن یا مٹن بغیر ہڈی کے آدھا کلو

سرخ، سبز پیلی شملہ مرچ چھ عدد

آلو بڑے سائز کے دو عدد

شاشلک کے لئے سیخیں یا چائینیز تنکے

تھوڑا سا کوکنگ آئل

مصالحے ......سرخ مرچ، سوکھا دھنیا لہسن، ادرک اجوائن سب کو موٹا موٹا پیس لیں، نمک شامل کر لیں۔ چکن کو اپنے ہی پانی میں ہلکا سا گلا لیں اور ساتھ ہی دہی بھی شامل کر لیں۔ پانی خشک ہونے پر تھوڑا سا گھی اور سارے مصالحے ڈال کر خوب بھون لیں۔ ہلکا سا ٹھنڈا ہونے دیں۔ اس دوران مرچیں درمیانہ چوکور ٹکڑے کاٹ لیں۔ آلو بھی چوکور درمیانے سائز کے کاٹ کر ان کو تھوڑے سے گھی میں ہلکا ہلکا فرائی کر لیں۔ زیادہ گلنے نہ پائیں۔ آلو، مرچ سب کو چکن کے ساتھ مصالحے میں مکس کر لیں اور تھوڑا سا لیموں بھی شامل کر لیں۔

اب تنکوں یا سیخوں پر چڑھا کر ایک گوشت کا ٹکڑا، ایک مرچ اور ایک آلو کا ٹکڑا اسی ترتیب سے لگاتی جائیں۔ بڑے فرائی پین یا کوئلوں پر ہلکا سا گھی لگاتے ہوئے سینکتی جائیں۔ زبردست مزیدار ڈش تیار ہے۔ حسبِ پسند چٹنیوں کے ساتھ تناول فرمائیں۔ کھانے کے ساتھ چاول بھی شامل کر لیں تو مکمل کھانا تیار ہے۔ بچے خصوصاً بہت پسند کرتے ہیں۔ (صفیہ چیمہ۔ فرینکفرٹ)

Rice Ball

اجزاء

چاول	ایک کپ پکے ہوئے
قیمہ	ایک پاؤ
پنیر سبز سرخ مرچیں	ایک کپ کش شدہ
ہرا دھنیا	ایک انڈہ
لیموں کا رس	تھوڑا سا
نمک	ایک چائے کا چمچ
مرچ	آدھا چائے کا چمچ

ترکیب

چاول کو ابال کر ٹھنڈا کر لیں۔ پنیر، ہری مرچیں باریک کاٹ کر سبز دھنیا، نمک، سیاہ مرچ، لیموں کا رس، قیمہ اور انڈہ ملا دیں۔ اچھی طرح مکس کر کے گولے (Balls) بنا لیں ایک انڈہ پھینٹ کر دو بڑے چمچ دودھ ملا کر رکھیں۔ ایک پلیٹ میں خشک میدہ ڈالیں۔ گولوں کو پہلے میدہ میں رول کریں پھر انڈے کے محلول میں، پھر بریڈ کرمز میں رول کر کے ڈیپ فرائی کر لیں۔ پیالے میں سلاد کے پتے سجائیں۔ Balls درمیان میں رکھیں اور ساتھ یہ چٹنی رکھیں۔ چٹنی ---- ایک چائے والا چمچ مکھن گرم کر کے آدھا کپ ٹماٹر کیچپ ڈالیں سبز دھنیا ڈال کر مکس کریں اور balls کے ساتھ پیش کریں۔

(نصیرہ ودود۔ گریس ہائم فرینکفرٹ)

☆مکرمہ رابعہ بھٹی صاحبہ۔Bietigheim

رسالہ خدیجہ ۲۰۰۶ء اپنے خوبصورت ٹائیٹل کے ساتھ ہمارے ہاتھ میں ہے۔تمام سلسلے لاجواب ہیں۔پراثر اور فکر انگیز تحریریں واقعی انسان کو اپنا احتساب کرنے پر مجبور کرتی ہیں۔رائٹرز کے الفاظ نرم اور صلح کن لیکن جاندار ہیں اور دلوں پر اثر کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو خدیجہ پڑھنے کے ساتھ ساتھ ان پر عمل کرنے کی توفیق بھی عطا فرمائے تا کہ اسکی اشاعت کا اصل مقصد حاصل ہو سکے۔خدیجہ کی تمام ٹیم کو بہت بہت مبارک باد اور شکریہ کہ انکی دن رات کی محنت کی بدولت یہ رسالہ ہمیں زندگی کی سچی اور حقیقی تصویر سے روشناس کراتا ہے۔اگلے شمارے کا انتظار رہے گا۔

☆محترمہ نجمہ مبارکہ صاحبہ۔goddelau

خدیجہ رسالہ دیکھا ،پڑھا۔سرِ ورق کی تصویر بہت اچھی لگی۔''آپ کی رائے'' کے سلسلے میں کہنا چاہوں گی کہ یہ رسالہ اپنی مثال آپ ہے۔اردو کے ساتھ جرمن بھی مل گئی ہے۔زبان سیکھنے والوں کے لئے سنہری موقع ہے۔اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر دے۔اگر آپ اس رسالے میں اردو ادب سے کوئی سلسلہ وار کہانی یا کچھ اور شامل کر دیں تو اس رسالے کو چار چاند لگ جائیں گے۔

☆مکرمہ مبارکہ شاہین صاحبہ pfungstadt

خدیجہ کا نیا شمارہ ملا۔پڑھ کر بہت مزہ آیا۔تمام انتخاب لاجواب تھا۔قرآنی آیات،احادیث،اقتباسات حضرت مسیح موعودؑ وخطبات حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ ہمیں دعوتِ فکر و عمل دے رہے ہیں۔دیگر مضامین اور شذرے بھی لاجواب تھے۔ضیاء قمر ساہی کا قادیان کا سفر بہت دلچسپ اور رشیدہ سلیمان نے بہت پر اثر رنگ میں ماں اور بیٹی کے رشتے پر روشنی ڈالی ہے۔ناصرہ سلطانہ صاحبہ نے فانی زندگی کا خوب نقشہ کھینچا ہے۔صاحبزادی امۃ القدوس صاحبہ کے ساتھ ایک شام بہت دلچسپ تھی۔خوش مزاج بننے کے نسخے کے ساتھ ساتھ کیل مہاسے دور کرنے کے نسخے بھی خوب تھے۔البتہ گاجر کے حلوے کی ترکیب جو اتنی جلدی بن جائے پسند نہیں آئی وہ حلوہ جو پورا دن لگ کر پکے، وہی مزے کا ہے۔لطیفے گھسے پٹے تھے۔فرحت ضیا راٹھور اور طیبہ زین صاحبہ کی نظمیں اپنا جواب آپ تھیں۔حضور ایدہ اللہ کے دورہ جرمنی کی جھلکیاں دیکھ کر ہم چشمِ تصور سے دوبارہ حضور کو جرمنی میں دیکھ رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ جلد پر یتیم سے ملاقات کرائے۔آمین

☆فرحت ضیاء راٹھور۔۔Hamburg

رسالہ خدیجہ معلوم نہیں کب ہاتھوں میں آئے؟ انتظار اتنا لمبا ہوتا

ہے کہ پڑھنے کا ذوق رفتہ رفتہ معدوم ہونے لگتا ہے۔آپ کی محنت اور کاوش پر کوئی شک نہیں۔آپ جس قدر مشقِ ستم جاری رکھتی ہیں آپ ہی کا کام ہے۔اللہ تعالیٰ آپ کو صحت وتندرستی والی کام کرنے والی لمبی زندگی عطا کرے اور آپ کے قلم کی خوبصورتی اور تیزی بڑھتی رہے۔آمین

☆مکرمی ہدایت اللہ ہادی صاحب۔۔ایڈیٹر احمدیہ گزٹ کینیڈا

آپ کا خوبصورت مجلّہ خدیجہ موصول ہوا۔سب سے بڑی اور نمایاں خوبی اس مجلّہ کی نہایت موزوں ضخامت ہے۔ہر مضمون اور منظوم کلام کے بہت اچھے انتخاب کے لئے بڑی محنت کی گئی ہے۔جو خواتین کے پرچے کے لئے بہت مشکل کام ہے۔ہر قسم کے قاری کے مزاج کا خیال رکھا گیا ہے۔بعض مضامین دائمی حیثیت رکھتے ہیں اور خصوصی شماروں کے لئے وجۂ انتخاب بن سکتے ہیں۔تمام پرچہ علمی،معلوماتی،اور تربیتی مضامین کا ایک خوبصورت گلدستہ ہے۔بحیثیتِ مجموعی اسکی ترتیب وتدوین قابلِ تعریف ہے۔تمام اراکین مبارکباد کے مستحق ہیں۔

☆محترمہ جمیلہ خاور صاحبہ۔۔Wabern

خدیجہ کا نیا شمارہ ہاتھوں میں ہے۔ماشاء اللہ بہت اچھی محنت اور بہت پیارا رسالہ ہے۔''اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ'' اللہ تعالیٰ اس رسالے کو دن دگنی رات چوگنی ترقی دے اور بہترین قلمی معاونت کرنے والے آپ کے قافلے میں شامل ہوتے رہیں۔آمین

☆مکرمی جناب مولانا عطاء المجیب راشد صاحب۔۔لندن

خدیجہ ۲۰۰۶ء کا شمارہ دیکھ کر اور پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ماشاء اللہ بہت محنت سے تیار کیا ہوا رسالہ ہے۔خاص طور پر یہ بات بہت اچھی لگی کہ اس میں مضامین کا بہت تنوّع ہے جو قارئین کیلئے مفید بھی رہتا ہے اور ان کی دلچسپی بھی قائم رہتی ہے۔اللہ تعالیٰ آپکو اور باقی سب معاونات کو جزائے خیر دے اور آئندہ اس سے بھی بہتر اور جامع رسائل پیش کرنے کی توفیق دے۔آمین

گزشتہ شمارے کی نظم ''بندگی'' کے پہلے مصرعے میں لفظ ''عنایت'' کی بجائے ''عنایات'' پڑھا جائے۔(ادارہ اس کیلئے معذرت خواہ ہے)

☆سکینہ یوسف بلوچ صاحبہ۔لمبرگ

''ماشاء اللہ'' ایک اتنا وسیع لفظ ہے کہ ہر خوبصورتی کا احاطہ کر لیتا ہے بعینہ جب ''خدیجہ'' ۲۰۰۶ء کا پہلا شمارہ نظروں کے سامنے آیا تو ہم بے اختیار ماشاء اللہ، ماشاء اللہ پکار اٹھے۔

سرورق پر صرف ایک تصویر ہی نہیں تھی ایک مکمل کہانی، ایک لازوال سچ، حسین وجمیل وادی کی بے ثباتی کا اظہار، واحد لاشریک رب کی عظمت کا منہ بولتا ثبوت تھی۔خدا تعالیٰ کے مامور جب خدائی نور پا کر پیش گوئیاں کرتے ہیں تو ان کی زبان سے نکلے الفاظ لازوال سچ بن کر ثابت ہوتے ہیں۔وقت کے تناظر میں آپ نے خدیجہ کے سرورق اور پس ورق پر جو تصویر لگائی۔

گہری نظر سے سوچنے والوں کو بہت دور لے جاتے ہیں۔۔ زندگی کے مختلف پہلوؤں پر نظر ثانی،ان کی عکاسی رسالہ خدیجہ بڑی خوبصورتی سے کرتا ہے۔دینی معاملات ہوں یا دنیاوی سب کو ہی یکساں اہمیت دینے کے لیے آپ کے رسالے کو ایک منفرد مقام حاصل ہے۔

آگے بڑھتے ہوئے فہرست مضامین پر نظر دوڑائی۔ ماشاء اللہ

فہرست کی ترتیب وتزئین، مضامین نہایت جاندار، جامع اور بہتر سے بہترین کی جانب رواں دواں نظر آئے۔ جیسے ایک لڑی میں پروئے ہوئے موتی، اسکی خوبصورتی میں اضافہ کررہے تھے۔ مجموعی طور پر ایک نہایت خوبصورت شمارہ نہایت خوبصورت مضامین کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ زورِ قلم میں روز بروز اضافہ فرمائے۔ آپ کو اور آپ کی ٹیم کو دین و دنیا کی حسنات سے نوازے۔ آپ کے سکون، سلامتی اور خوشیوں کے لیے ڈھیروں دعائیں۔

☆محترمہ قانتہ ادریس صاحبہ۔۔Àldenhoven

آجکل جو حالات منظرِ عام پر آرہے ہیں ان کو سن کر اور دیکھ کر بہت ہی دکھ محسوس ہوتا ہے۔ ہر ایک نے اپنے قلم سے ان کے ضمیر کو جگانا ہے۔ کیونکہ اگر برائیوں کو نہ روکا گیا تو ہزاروں بستے ہوئے گھر بکھر جائیں گے۔ اللہ کرے یہ رسالہ مثالی کردار ادا کرے۔ آمین آپکو خطوں کا سلسلہ بھی شروع کرنا چاہیئے جس میں قارئین اپنا اظہار کریں کہ انھیں کونسا مضمون پسند آیا اور اس میں اور کیا کچھ ہونا چاہیئے۔

☆محترمہ مسعودہ بھٹی صاحبہ۔۔Reutlingen

اتنا خوبصورت اور دل موہ لینے والا پیارا پیارا رسالہ ''خدیجہ'' شائع کرنے پر دلی مبارک باد۔ اللہ تعالیٰ آپ کی کوششوں میں مزید برکت ڈالے اور آپکے شائع کئے گئے مضامین لوگوں کے لئے نصیحت کے بھرے ہوئے جام بن جائیں، جن کا نشہ کبھی ختم نہ ہو اور لجنہ اس میں سرشار اپنی اور اپنی اولاد کی تربیت کرسکیں۔

☆قارئین کرام

آپ کی تحریری آراء کے لئے ہم تہ دل سے ممنون اور آئندہ کے لئے تجاویز کا کھلے دل سے خیر مقدم کرتے ہیں۔ اور ان قارئین کے لئے بھی دعا گو ہیں جنہوں نے آسان ذریعہ مواصلات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہمیں بذریعہ فون اپنی دعاؤں اور مشوروں سے نوازا۔ یا بر ملاقات خدیجہ سے دلچسپی کا اظہار فرمایا۔ ''خدیجہ'' آپ کا اپنا رسالہ ہے۔ ہمیں آپ کے علمی و قلمی تعاون کے ساتھ ساتھ آپ کی آراء کا بھی انتظار رہے گا۔ سلسلہ وار ادبیات کی جگہ ہم حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کا ''توکل علی اللہ'' کے واقعات کا بابرکت سلسلہ شروع کررہے ہیں۔ آپ بھی شامل ہوں۔ مدیرہ خدیجہ اور اس کی معاونت میں شامل ٹیم کو اپنی خصوصی دعاؤں میں ضرور یاد رکھیں۔

جزاکم اللہ احسن الجزاء

(بقایا از صفحہ 74)

منقی ایک چھٹانک (۵۰ گرام بیج نکال کر)

سبز الائچی آدھ تولہ (دانے نکال کر)

سب چیزوں کو مکس کر کے چھوٹی چھوٹی چنے کے برابر گولیاں بنالیں زیادہ خشک ہو تو معمولی سا شہد لگا کر بھی گولیاں بنائی جاسکتی ہیں۔ جب بھی سانس خراب ہو، منہ کے ایک طرف رکھ چھوڑیں اور رس آہستہ آہستہ اندر جانے دیں یہ گولی رات کو بھی رکھی جاسکتی ہے۔ نیز کھانسی کے دوران بھی بہت فائدہ دیتی ہے انشاء اللہ چند دفعہ استعمال سے بالکل آرام آجائے گا۔ آرام آجائے تو اپنی دُعاؤں میں ہمیں بھی یاد رکھیں۔ (نرگس ظفر۔goddelau)